فضائل
تصوف وصوفیا

ازافادات

شیخ الحدیث حضرت درخواستیؒ کے جانشین
شیخ الحدیث والتفسیر خطیب اسلام

پیر طریقت حضرت مولانا **حماد اللہ درخواستی صاحب** مدظلہ امین وناشر علوم درخواستی

مہتمم ۔ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور
مرکزی راہنما ۔ جمعیت علماء اسلام پاکستان
نائب امیر مرکزیہ ۔ مجلس علماء اہلسنت والجماعت پاکستان

ناشر
مکتبہ شیخ درخواستیؒ جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ مرکزی گرین ٹاؤن خان پور ضلع رحیم یار خان پوسٹ بکس نمبر 5
Web: www.shaikhedarkhwasti.org Mob: 0300-0939448

صاحب تصنیف۔ ایک نظر میں

نام مولانا حماد اللہ صاحب درخواستی ابن مولانا شفیق الرحمٰن صاحب درخواستی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت ۷ جمادی الثانی بروز سوموار ۱۳۸۹ھ مطابق 1969ء

تعلیم حفظ قرآن مجید بستی درخواست۔ داداجان حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس 1980ء
تکمیل درس نظامی و دیگر علوم وفنون۔ 1989ء

تدریس حدیث۔ تفسیر۔ فقہ۔ و دیگر اسلامی علوم کی تدریس جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور۔ 1990 سے 2012
جامعہ مخزن العلوم خانپور 2013 سے 2015، مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعود خانپور، 2016 سے تاحال

جانشین شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا شفیق الرحمٰن صاحب درخواستی رحمۃ اللہ علیہ

اجازت وخلافت شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا شفیق الرحمٰن صاحب درخواستی رحمۃ اللہ علیہ

مناصب
1۔ مہتمم۔ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور
2۔ مرکزی راہنما۔ جمعیت علماء اسلام پاکستان
3۔ نائب امیر مرکزیہ۔ مجلس علماء اہلسنت والجماعت پاکستان
4۔ چیئرمین: شیخ درخواستی ٹرسٹ خان پور
5۔ مدیر۔ مکتبہ شیخ درخواستی خان پور
6۔ مہتمم۔ جامعہ عائشہ صدیقہؓ للبنات خان پور

تصانیف تصانیف کی فہرست بیک ٹائٹل پر ملاحظہ فرمائیں

فہرست مضامین

فضائل تصوف

ازافادات

شیخ الحدیث حضرت درخواستیؒ کے جانشین
شیخ الحدیث والتفسیر خطیب اسلام

پیر طریقت حضرت مولانا **حماد اللہ درخواستی صاحب** مدظلہ امین وناشر علوم درخواستی

مہتمم ۔ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور
مرکزی راہنما ۔ جمعیت علماء اسلام پاکستان
نائب امیر مرکزیہ ۔ مجلس علماء اہلسنت والجماعت پاکستان

ناشر

مکتبہ شیخ درخواستیؒ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ گرین ٹاؤن خان پور ضلع رحیم یار خان پوسٹ بکس نمبر 5

Web: www.shaikhedarkhwasti.org Mob: 0300-0939448

فضائل تصوف

تصوف کی ضرورت

انسان دو چیزوں سے مرکب ہے۔ایک جسم،دوسرا روح،
جسم عالم سفلی سے ہے اس لئے اس کی غذا بھی اللہ تعالیٰ نے عالم سفلی سے بنائی
جیسے گندم، چاول، دودھ، مکھن، سبزی وغیرہ
روح عالم علوی سے ہے اس لئے اس کی غذا بھی عالم علوی سے بنائی،
جیسے نماز، تلاوت قرآن، ذکر، مراقبہ وغیرہ......
ظاہری غذا سے جسم کو طاقت ملتی ہے۔اور باطنی غذا سے روح کو طاقت ملتی ہے
لیکن جس طرح جسم بیمار ہوتا ہے اسی طرح روح بھی بیمار ہوتی ہے
تو جسمانی بیماریوں کا علاج جسمانی معالج یعنی حکماء و اطباء وڈاکٹروں سے ہوتا ہے۔
وہ مرض ظاہری کی تشخیص کرتے ہیں پھر اس کے مطابق علاج تجویز کرتے ہیں۔
اسی طرح رُوحانی بیماریوں کا علاج رُوحانی معالج یعنی علماء، وصلحاء و اتقیاء سے ہوتا ہے
وہ ہر رُوحانی بیماری کا علاج بتلاتے ہیں
جسم کی بیماری سے جان کو نقصان ہوتا ہے، مگر رُوحانی بیماریوں سے ایمان کو نقصان ہوتا ہے
اس لئے ہر مسلمان کو جان سے زیادہ ایمان کی سلامتی کی فکر کرنی چاہئے اور اس کے لئے
تصوف کا حاصل کرنا ضروری ہے تا کہ انسان تندرست رہے اور شریعت پر چلتا رہے

مَن کی دولت ہاتھ آتی ہے تو پھر جاتی نہیں
تَن کی دولت چھاؤں ہے آتا ہے دھن جاتا ہے دھن

تصوف کی حقیقت

بعض لوگ کشف وکرامات وتصرفات کوتصوف کا نام دیتے ہیں اور بعض نے افعال و احوال ومراقبات کوتصوف کہا اور بعض نے کہا کہ تصوف سے مقصد دنیاوی کاموں میں فتح وکامیابی کا وعدہ اور آخرت میں بخشوانے کی ذمہ داری اور بعض نے کہا کہ اس سے مقصد یہ ہے کہ پیر کی توجہ سے مُرید کی خود بخود اصلاح ہوجائے کہ گناہ کا خیال بھی نہ آئے اور خود بخود عبادت کے کام ہوتے رہیں اور عبادت میں کوئی خطرات نہ آئیں۔ اور بعض نے وحدت الوجود یا وحدت الشہود کے نظریات کوتصوف کہا اور بعض نے تصوف وسلوک وطریقت کوشریعت کی ضد کہا اور بعض جاہل صوفیوں نے شریعت کا درجہ کم کردیا اور طریقت کا درجہ زیادہ کردیا یہ گمراہی کے راستے ہیں۔

تصوف کی حقیقت شریعت کے احکام پر چل کر اللہ تعالٰی کی رضا کو حاصل کرنا ہے کیونکہ طریقت شریعت کے تابع ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، **الطریقہ والمعرفۃ کلاھما وزیران الشریعۃ**. طریقت ومعرفت دونوں شریعت کے وزیر ہیں اور فرمایا **الطریقۃ خلافُ الشریعۃ زندقۃ** جو طریقت، شریعت کے خلاف ہے وہ بے دینی ہے۔

محال است سعدی کہ راہِ صفا
تواں رفت جُز در پئے مصطفٰی

مرشد کی ضرورت

اللہ تعالیٰ کی عادت وقانون اسی طرح جاری ہے کہ کسی فن میں کمال بغیر استاد کے حاصل نہیں ہوتا تو جس طرح انسان ظاہری امور میں کسی کی شاگردی حاصل کر کے ان امور کے حاصل کرنے کے طریقے سیکھتا ہے تو اسی طرح باطنی امور میں کمال حاصل کرنے کے لئے بھی شیخ کامل کی بیعت کے بغیر چارہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے سب سے زیادہ آسان راستہ یہی ہے۔

لفظ تو لفظ سکھاتے ہیں
آدمی کو آدمی بناتے ہیں

کالج سے نہ مکتب کے در سے ہے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

جب سے دیکھا ہے انہیں اپنا مجھے ہوش نہیں
جانے کیا چیز وہ نظروں سے پلادیتے ہیں

بیعت کا ثبوت

تین آیاتِ قرآنیہ

(۱) یَاأَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (مائدہ: ۳۵)

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اللہ کا قُرب تلاش کرو اور اللہ کے راستے میں جہاد کرو

تا کہ تم کامیابی حاصل کرسکو

(۲) اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُاللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عَاھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا. (فتح: ۱۰)

جولوگ آپ سے بیعت کررہے ہیں بے شک اللہ سے بیعت کررہے ہیں، اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے جس نے عہد توڑا اس کے عہد توڑنے کا وبال اسی پر ہوگا اور جو اس بات کو پُورا کرے گا جس پر خدا سے عہد کیا تو عنقریب خدا اُسے بڑا اَجر دے گا۔

(۳) یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَاءَکَ الْمُؤْمِنَاتُ یُبَایِعْنَکَ عَلٰی اَنْ لَّا یُشْرِکْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّلَا یَسْرِقْنَ وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَھُنَّ وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُھْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَہٗ بَیْنَ اَیْدِیْھِنَّ وَاَرْجُلِھِنَّ وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْھُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَھُنَّ اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ. (ممتحنہ: ۱۲)

اے نبیؐ جب مسلمان عورتیں آپ کے پاس آئیں کہ آپ سے ان باتوں پر بیعت کریں کہ اللہ کے ساتھ کسی شئی کو شریک نہ کریں گی، اور نہ چوری کریں گی۔ اور نہ زنا کریں گی اور نہ اپنے بچوں کو قتل کریں گی اور نہ لاویں گی بہتان کہ باندھ لیویں اس کو درمیان ہاتھ اپنے کے اور پاؤں اپنے کے اور نہ نافرمانی کریں گی تیری، کسی حکم شرعی میں پس آپ ان کو بیعت کرلیا کریں اور ان کے لئے اللہ سے مغفرت طلب کریں، تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

تین احادیث نبویہ

(۱) عَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الْبَجَلِیِّ قَالَ بَایَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَسَلَّمَ عَلٰی اِقَامَۃِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ والنُّصحِ لِکُلِّ مُسْلِمٍ.

(رواہ البخاری)

حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر۔

(۲) عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِکِ الْاَشْجَعِیْ قَالَ کُنَّا عِنْدَالنَّبِی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَبْعَۃً اَوْثَمَانِیَۃً اَوْتِسْعَۃً فَقَالَ اَلا تُبَایِعُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَبَسَطْنَا اَیْدِیْنَا فَقَالَ قَائِلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا قَدْبَا یَعْنَاکَ فَعَلٰی مَانُبَایِعُکَ قَالَ اَنْ تَعْبُدُو اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَتُصَلُّوا الصَّلٰوتِ الْخَمْس وَتَسْمَعُوْا وَتُطِیْعُوا وَاسْتَرَکَلِمَۃً خَفِیَّۃً قَالَ وَلَا تَسْئَلُوا النَّاسَ شَیْئًا فَلَقَدْ رَأَیْتُ بَعْضَ اُولٰئِکَ النَفَرَیَسْقُطُ سَوْطُہٗ فَلَا یَسْئَالُ اَحَدًا یُنَاوِلُہٗ

(رواہ ابن ماجہ)

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے (سات یا آٹھ یا نو آدمی) آپ نے فرمایا کہ تم رسول خدا سے بیعت نہیں کرتے۔ ہم نے اپنے ہاتھ پھیلائے اور عرض کیا کس چیز پر آپ کی بیعت کریں یا رسول اللہ! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان امور پر کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور پانچوں نمازیں پڑھو اور احکام سُنو اور مانو اور ایک بات آہستہ فرمائی وہ یہ کہ لوگوں سے کوئی چیز مت مانگو، راوی کہتے ہیں کہ میں نے ان میں سے بعض حضرات کی یہ حالت دیکھی کہ اتفاقاً چابک گر پڑا تو وہ بھی کسی سے نہ مانگا کہ اٹھا کر اس کو دے دے بلکہ خود اس کو اٹھایا۔

(۳) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ صَامِتٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَحَوْلَہٗ عِصَابَۃٌ مِنْ اَصْحَابِہٖ بَایِعُوْنِیْ عَلٰی اَنْ لَّا تُشْرِکُوْا بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَکُمْ وَلَاتَأْتُوْا بِبُھْتَانٍ تَفْتَرُوْنَہٗ بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ وَاَرْجُلِکُمْ وَلَاتَعْصُوْا فِیْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَفٰی مِنْکُمْ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذَالِکَ شَیْئًا فَعُوْقِبَ بِہٖ فِی الدُّنْیَا فَھُوَ کَفَّارَۃٌ لَہٗ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذَالِکَ شَیْئًا ثُمَّ سَتَرَہُ اللّٰہُ عَلَیْہِ فَھُوَ اِلَی اللّٰہِ اِنْ شَآءَ عَفَا عَنْہُ وَاِنْ شَآءَ عَاقَبَہٗ فَبَایَعْنَاہُ عَلٰی ذٰلِکَ. (متفق علیہ)

حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد صحابہؓ کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے ساتھ بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کروگے اور نہ چوری کروگے اور نہ زنا کروگے اور اپنی اولاد کو قتل نہ کروگے اور کسی پر خود ساختہ بُہتان نہ باندھوگے اور نیک کاموں میں نافرمانی نہ کروگے، پس تم میں سے جس نے یہ عہد پورا کیا اس کا اَجر خدا کے ذمہ ہے اور جس نے اس کے کچھ خلاف کیا اور دنیا میں اس کو اس کی سزا مل گئی تو یہ سزا اس کا کفارہ ہے اور جس نے ان میں سے کچھ باتوں کے خلاف عمل کیا اور خدا نے اس کی پردہ پوشی کی تو اس کا معاملہ خدا کے ہاتھ میں ہے، چاہے تو معاف کردے چاہے تو سزا دے عبادہ بن صامتؓ کہتے ہیں کہ ہم سب لوگوں نے اس پر بیعت کی۔

بیعت کا طریق

اگر ایک شخص ہے تو مُرشد کے سامنے دوزانو ہوکر بیٹھے اور اپنے دونوں ہاتھ مصافحہ کے طریق پر شیخ کے ہاتھ میں دے اور اگر زیادہ مَردوں کی جماعت ہے تو مُرشد اپنی چادر یا

پگڑی یا رومال پھیلا دے اور ان سے کہے کہ اس کو پکڑلو...... اور اگر عورتوں کی جماعت ہے تو عورت کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں نہ لے یہ حرام ہے بلکہ ان کو پردے میں بٹھادے اور زبانی ان کو تلقین کرے۔

اَب مُرشدو پیر پہلے خطبہ مسنونہ پڑھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ.

اس کے بعد یہ دو آیتیں پڑھیں۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ. اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُاللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا.

اس کے بعد مُرید کو کہے کہ میں جو کچھ کہوں آپ میرے ساتھ ساتھ پڑھتے جائیں۔

اب پہلے ایمان مجمل پڑھے۔

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ كَمَاهُوَ بِاَسْمَائِهٖ وَصِفَاتِهٖ وَقَبِلْتُ جَمِيْعَ اَحْكَامِهٖ.

اس کے بعد ایمان مفصل پڑھے:

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ.

اس کے بعد پڑھے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.......... پھر پڑھے، اَسْتَغْفِرُاللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْهِ.

پھر یہ کلمات کہلوائے:

(۱) یا اللہ تو ایک ہے تیرا کوئی شریک نہیں (۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم تیرے سچے اور آخری پیغمبر ہیں (۳) قرآن مجید تیری سچی اور آخری کتاب ہے (۴) ہماری تمام گناہوں سے توبہ ہے۔ (۵) ہم عہد کرتے ہیں کہ احکام شرعیہ کی پابندی کریں گے (۶) اور غیر شرعی احکام سے بچیں گے۔

اس کے بعد ان کو تلقین کرے عقائد حقہ اپنانا اور اچھے اعمال کرنا، اخلاق حمیدہ حاصل کرنا، تقویٰ کو حاصل کرو، غلط عقائد سے پرہیز کرو، بُری عادات سے بچو، جیسے شرک، بے نمازی، چوری، زنا، غیبت، بہتان، حسد وغیرہ اس کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعاء کرے اس کے بعد اس کو کہے کہ میں نے تجھ کو سلسلہ نقشبندیہ یا قادریہ وغیرہ میں بیعت کیا ہے پھر اس سلسلہ کے مطابق اس کو اسباق واذکار بتلائے۔

ظاہر اور باطن

انسان کا ایک ظاہر ہے اور دوسرا باطن ہے۔
ظاہر جسم وجان ہے اور باطن قلب و رُوح ہے۔
انسان دونوں چیزوں سے مُرکب ہے۔
ظاہر کا عکس باطن پر پڑتا ہے اور باطن کا عکس ظاہر پر پڑتا ہے۔
اس لئے ظاہر اور باطن دونوں کو پاکیزہ ہونا چاہئے۔
تاکہ جب ظاہر کی روشنی باطن پر پڑے تو دل روشن ہو جائے
اور جب باطن کی روشنی ظاہر پر پڑے تو چہرہ منور ہو جائے

اگر جسم میں بد بو ہوتو انسانیت بیزار اور اگر رُوح میں بد بو ہوتو اللہ اور اس کا رسول بیزار اس لئے ظاہر بھی پاک، باطن بھی پاک، جسم بھی پاک، رُوح بھی پاک ہونی چاہیے تا کہ سب کا پیار و محبت نصیب ہو جائے

اب جس کے جی میں آئے وہی پائے روشنی
ہم نے دل جلا کے سرِ بام رکھ دیا

نفس اور شیطان

انسان کے دو بڑے دشمن ہیں ایک نفس امارہ دوسرا شیطان
ایک ظاہری دشمن، دوسرا باطنی دشمن۔
ایک ظاہر کا دشمن، دوسرا باطن کا دشمن۔
دونوں دشمنوں کا مقابلہ کرنا چاہیے۔
اور دونوں دشمنوں کو شکست دینی چاہیے۔

شیطان کو سوجھتی ہے ہر دم نئی نئی
گو سیاہ کار ہے پر روشن دماغ ہے

جنت دو قدم پر

ایک اللہ والا آواز لگا رہا تھا، جنت دو قدم پر۔ جنت دو قدم پر
کسی نے کہا اللہ والے تو نے جنت کو بڑا سستا کر دیا۔
اللہ والے نے کہا، ہاں جنت بڑی سستی ہے صرف دو قدم کے فاصلے پر ہے۔
تم پہلا قدم نفس اور شیطان پر رکھو تمہارا دوسرا قدم جنت میں پڑے گا۔

ہے غنیمت کہ سسکتے ہیں ابھی چند چراغ
بند ہوتے ہوئے بازار سے کیا چاہتے ہو

کائنات کی تخلیق و تقسیم

اللہ رب العزت نے کائنات کو دو انداز سے تخلیق کیا اور دو حصوں میں تقسیم کیا

(۱) عالم اَمر (۲) عالم خلق۔

عالم اَمر کو یکدم لفظ کُن سے پیدا کیا۔

عالم خَلق کو تدریجاً اپنی قدرت سے پیدا کیا۔

عالم امر عرش سے اوپر ہے۔

عالم خلق عرش سے نیچے ہے۔

اللہ رب العزت کا فرمان ہے۔

اَلالَهُ الْخلْقُ وَالْاَمْرُ. (اعراف: ۵۴)

پیدا کرنا اور حکم دینا اللہ ہی کا کام ہے۔

اے اہلِ نظر، ذوقِ نظر خوب ہے لیکن
جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا

تصوف وسلوک کی دس منزلیں

ہر وَلی اور بُزرگ کو قُربِ الٰہی اور محبتِ الٰہی کے حصول کیلئے تصوف وسلوک کی دس منزلوں سے گزرنا پڑتا ہے۔

پہلی پانچ منزلوں کا تعلق عالم خلق سے ہے اور دوسری پانچ منزلوں کا تعلق عالم اَمر سے ہے۔

پہلی منزل تزکیہ: یعنی تزکیہ نفس اپنے ظاہر کو، یعنی جسم و جان کو پاک کرے اور شریعت کے مطابق ڈھالے۔

دوسری منزل تصفیہ: یعنی تصفیہ قلب اپنے باطن کو، یعنی قلب و رُوح کو مانجھے

اور صاف کرے اور آئینہ کی مانند روشن کرے کہ اس میں، تصویرِ یار، نظر آنے لگے!

دل کے آئینہ میں ہے تصویرِ یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی
دل ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کے رات دن
بیٹھے رہیں تصورِ جاناں کئے ہوئے

شام ہوتے ہی چراغوں کو بجھا دیتا ہوں
اِک دل ہی کافی ہے تیری یاد میں جلنے کیلئے

تیسری منزل تَخلِیَہ: اپنے دل سے غیر اللہ کو نکال دے اور ماسویٰ اللہ کے ہر نقش کو مٹا دے اور اپنے دل کو اللہ کے لئے خالی کر دے۔

ہر تمنا دل سے رخصت ہوگئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی
لاکھ جھڑکو اب کہاں پھرتا ہے دل
ہوگئی اب تو محبت ہوگئی
آگئے پہلو میں راحت ہوگئی
چل دیئے اٹھ کر قیامت ہوگئی

چوتھی منزل تَحلِیَہ: انسانی اوصاف سے نکل کر اب اپنے باطن کو، رحمانی اوصاف، سے سجا دے، سنوار دے تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہ اور اِتَّصِفُوْا بِاَوْصَافِ اللّٰہ کے حکم کا خود کو مصداق بنا دے، جس طرح حلیہ، زیور پہن کر انسان کا ظاہر روشن اور چمکدار ہو جاتا ہے اور جگمگ جگمگ کرنے لگتا ہے، اُسی طرح، رحمانی اوصاف، اپنا کر انسان کا

باطن روشن اور چمک دار ہو جاتا ہے۔اور جگمگ جگمگ کرنے لگتا ہے!

پھر چھیڑا حُسن نے اپنا قصہ
بس آج کی شب بھی سو چکے ہم

پانچویں منزل تَجلِیَہ: تجلیات کا سفر۔اب انسان کے باطن پر اللہ کی تجلی اور نور کا ظہور ہوگا۔اور انسان اللہ کی تجلی و نور سے اپنے دل کو روشن اور منور ہوتا ہوا پائے گا۔

دل بینا بھی کر خدا سے طلب
کہ آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

چھٹی منزل تَدَنّی: مقامِ عروج، عالمِ خلق سے عالمِ اَمر کا سفر۔

اللہ کی قربت کا نصیب ہونا۔اللہ کی محبت کا نصیب ہونا

دل کیا ہم روح میں اترے ہوتے
تو نے چاہا ہی نہیں چاہنے والوں کی طرح

ساتویں منزل تَدَلّی: اللہ کا مزید قرب اور نزدیکی کا حاصل ہونا۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

آٹھویں منزل تَرَقّی: ہر لمحہ، حال و مقام میں ترقی و بلندی کا نصیب ہونا۔

ہر لمحہ تجھے چاہا ہر دم تیری یاد آئی
کیا شام کا سناٹا کیا رات کی تنہائی

نویں منزل تَلَقّی: ہر لمحہ، اللہ کی عطا و عنایات سے ملاقات کا نصیب ہونا۔

تم میرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

دسویں منزل تَوَلّی : مقامِ نزول، عالم اَمر سے واپس عالم خلق کا سفر،

اللہ رب العزت کے عنایات وانعامات، قربت ومحبت کے حصول کے بعد واپسی کا سفر،

اب تو چلتے ہیں میکدہ سے میر
پھر ملیں گے گر خدا لایا

اب انسان کا ظاہر عالم خَلق میں مخلوق کے ساتھ ہوگا لیکن اُس کا باطن عالم اَمر میں اللہ کے حضور ہوگا۔ اب جس سالک کا عروج کامل ہوگا تو اُس کا نزول بھی کامل ہوگا اور زندگی ماتحت الاسباب عام لوگوں کی طرح گزرے گی! اور جس سالک کا عروج ناقص ہوگا تو اس کا نزول بھی ناقص ہوگا اور زندگی مافوق الاسباب خاص لوگوں کی طرح گزرے گی!

پھرتا ہوں دل میں یار کو مہماں کئے ہوئے
سارے جہاں کو کوچۂ جاناں کئے ہوئے

دل کو قابو میں لا

پانی پر تیرنا کمال نہیں، کیونکہ پانی پر تو تنکا اور کچرا بھی تیرتا ہے۔ ہوا میں اُڑنا کمال نہیں، کیونکہ ہوا میں تو مکھی اور مچھر بھی اُڑتا ہے اصل کمال دل کو کنٹرول کرنا اور قابو میں لانا ہے تاکہ انسان صحیح معنوں میں انسان بن جائے اور اللہ اور اُس کے رسول اللہ کا فرماں بردار بن جائے۔ اس لئے تمام اللہ والے دل پر محنت کرتے ہیں اور تمام سلاسل میں بھی دل کی پاکیزگی پر زور دیا جاتا ہے۔ کیونکہ، مال ودولت، سپاہ ولشکر، تاج وتخت، یہ

سب باہر کی چیزیں ہیں اس سے انسان باکمال نہیں بنتا
اخلاص وللّٰہیت، انصاف و اعتدال، آداب و اخلاق یہ اندر کی چیزیں ہیں اس سے انسان باکمال بنتا ہے
جب اندر بن گیا تو اب ظاہر چاہے عالی شان ہو یا سادہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

اُس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

اللہ دل میں رہتا ہے

دل آخرت کا عُضو ہے اس لئے دل میں صرف اللہ اور اس کے رسول اللہ کا پیار ہونا چاہئے اور کچھ نہیں
اللہ عقل میں نہیں آتا لیکن دل میں آتا ہے
اللہ کائنات میں نہیں سماتا، لیکن دل میں سما جاتا ہے
اللہ کی ذات کو عارفین کے دل جانتے بھی ہیں اور پہچانتے بھی ہیں
اللہ کی ذات کے لئے عارفین کے دل تڑپتے بھی ہیں اور مچلتے بھی ہیں،
اللہ کی ذات کیلئے عارفین کے دل بے قرار بھی ہوتے ہیں اور بے تاب بھی ہوتے ہیں!
اس لئے اللہ کی ذات بھی مؤمن کے دل کو اپنا گھر بنا لیتی ہے

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا
بس جان گیا میں تیری پہچان یہی ہے

رکھتا نہیں ہے ذہن میں گرچہ خدا وجود
دل میں دھڑک رہا ہے مگر اس کے باوجود

ارض و سما کہاں تیری وسعت کے سامنے
میرا ہی ہے وہ دل کہ جہاں تو سما سکے

اقسام صوفیائے کرام

صوفیائے کرام کے بارہ گروہ ہیں۔

اقطاب، غوث، امامین، اوتاد، ابدال، اخیار، ابرار، نقباء، نجباء، عمد، مکتومان، مفردان۔

قطب عالم ایک ہوتا ہے۔ اس کو قطب العالم وقطب اکبر وقطب الارشاد وقطب الاقطاب وقطب مدار بھی کہتے ہیں اور عالم غیب میں اس کا نام عبداللہ ہوتا ہے اس کے دو وزیر ہوتے ہیں جو لفظاً امامین کہلاتے ہیں، وزیر یمین کا نام عبدالملک ہوتا ہے اور وزیر یسار کا نام عبدالرب ہوتا ہے اور بارہ قطب اور ہوتے ہیں، سات اقلیم میں رہتے ہیں ان کو قطب اقلیم کہتے ہیں اور پانچ یمن میں ان کو قطب ولایت کہتے ہیں

یہ عدد تو اقطاب معینہ کا ہوتا ہے اور غیر معین ہر بستی، ہر شہر میں ایک ایک قطب رہتا ہے

غوث: ایک ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ قطب الاقطاب ہی کو غوث کہتے ہیں اور بعض نے کہا کہ وہ اور ہوتا ہے اور وہ مکہ شریف میں رہتا ہے اور بعض نے اس میں بھی اختلاف کیا ہے۔

اوتاد: چار ہوتے ہیں عالم کے چاروں رُکن میں رہتے ہیں۔

ابدال: چالیس ہوتے ہیں۔ بائیس یا بارہ شام میں اور اُٹھائیس یا اٹھارہ عراق میں رہتے ہیں۔

اخیار: پانچسو ہوتے ہیں یا سات سو، اور ان کو ایک جگہ قرار نہیں ہوتا،

سیاح ہوتے ہیں ان کا نام حُسین ہوتا ہے

ابرار: اکثر نے ان کو ابدال کہا ہے۔

نقباء: تین سو ہوتے ہیں ملک مغرب میں رہتے ہیں سب کا نام حسن ہوتا ہے

عمد: چار ہوتے ہیں اور زمین کے چار گوشوں میں رہتے ہیں سب کا نام محمد ہوتا ہے

غوث: ترقی کر کے فرد ہو جاتا ہے اور فرد ترقی کر کے قطب وحدت ہو جاتا ہے

مکتوم: تو مکتوم ہوتے ہیں یعنی نا معلوم، مخفی اور پوشیدہ

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعتِ بے ریا

تصوف، صوفیا کی نظر میں

خواجہ جنید بغدادیؒ۔ تصوف، مخلوق سے منہ موڑنے اور خالق سے تعلق جوڑنے کا نام ہے۔

حضرت ابوالحسن نوریؒ۔ تصوف، تمام خواہشات نفسانی کے چھوڑ دینے کا نام ہے۔

حضرت خواجہ شبلیؒ۔ تصوف، دونوں جہانوں میں اللہ کے علاوہ کسی اور کو نہ دیکھنے کی خواہش کا نام ہے۔

حضرت ابو حفص نیشا پوریؒ۔ تصوف، مجموعہ آداب کا نام ہے۔

حضرت مرتعشؒ۔ تصوف، مجموعہ اخلاق کا نام ہے۔

خواجہ بہاؤ الدین نقشبندیؒ۔ تصوف، اجمالی معاملہ کے تفصیلی ہو جانے اور استدلالی معاملہ کے کشفی ہو جانے کا نام ہے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ۔ تصوف، شریعت پر اخلاص کے ساتھ عمل پیرا ہونے کا نام ہے۔

حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوریؒ۔ تصوف، اللہ ہو کے بڑے مزے جو چاہے چکھ لے

کا نام ہے۔

مولانا اشرف علی تھانویؒ۔ تصوف، خود کو مٹا دینے کا نام ہے۔

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ۔ تصوف، ابتداء میں اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات کا اور انتہا میں اَنْ تَعْبُدَاللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ، کا نام ہے۔

مولانا حسین احمد مدنی۔ تصوف، بابا رشتہ سب سے توڑ، بابا رشتہ رب سے جوڑ، کا نام ہے۔

مولانا احمد علی لاہوریؒ۔ تصوف، اللہ کو عبادت سے، رسول اللہ کو اطاعت سے اور مخلوق کو خدمت سے، راضی کرنے کا نام ہے۔

مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ۔ تصوف یہ ہے کہ، ہر ہر ادا میں پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اداؤں کی جھلک نظر آنے لگے۔

مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ۔ تصوف یہ ہے کہ، ہتھ کار وَل، دل یار وَل، یعنی ہاتھ کام کاج میں مصروف رہیں۔ اور دل اللہ کی یاد میں مصروف رہے۔

مولانا شفیق الرحمٰن درخواستیؒ۔ تصوف یہ ہے کہ تمہیں حلوے اور مٹھائی میں اتنا لطف اور مزہ نہ آئے جتنا اللہ کا نام لینے میں لطف اور مزہ آئے۔

جہاں میں اہلِ ایماں صورتِ خورشید جیتے ہیں
اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے، اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے

نطق کو سو ناز ہے تیرے لبِ اعجاز پر
محوِ حیرت ہے ثریا، تیری رفعتِ پرواز پر

سلاسلِ تصوف

تصوف کے اکثر سلسلے حضرت علیؓ کی طرف منسوب ہیں۔

صرف سلسلہ نقشبندیہ حضرت ابو بکرؓ صدیق کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔
تفصیل اس طرح ہے۔

(۱) سلسلہ نقشبندیہ۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی طرف منسوب ہے اور یہ سلسلہ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، ہندوستان، پاکستان، ماوراءالنھر میں مشہور ہے۔

(۲) سلسلہ قادریہ۔ حضرت علیؓ کی طرف منسوب ہے اور یہ سلسلہ عرب اور ہندوستان و پاکستان میں مقبول ہے۔

(۳) سلسلہ چشتیہ۔ حضرت علیؓ کی طرف منسوب ہے اور یہ سلسلہ ہندوستان اور پاکستان میں بہت مشہور و مقبول ہے۔

(۴) سلسہ سہروردیہ۔ حضرت علیؓ کی طرف منسوب ہے اور یہ سلسلہ ہندوستان اور پاکستان میں مشہور ہے۔

(۵) سلسلہ کبرویہ۔ حضرت علیؓ کی طرف منسوب ہے اور یہ سلسلہ توران اور کشمیر میں مقبول ہے۔

(۶) سلسلہ شطاریہ۔ حضرت علیؓ کی طرف منسوب ہے اور یہ سلسلہ ہندوستان میں مشہور ہے۔

(۷) سلسلہ شازلیہ۔ حضرت علیؓ کی طرف منسوب ہے اور یہ سلسلہ مغرب، مصر، سوڈان اور مدینہ میں مشہور ہے۔

خوشا مسجد و مدرسہ و خانقاہے
کہ دروے بود قیل و قال محمدؐ

سلاسلِ اربعہ کی مثال

حضرت شاہ ابو سعیدؒ نے سلاسل اربعہ کی مثال انہار اربعہ کے ساتھ یوں دی ہے

دودھ کی نہر سلسلہ نقشبندیہ، شہد کی نہر سلسلہ قادریہ
شراب کی نہر سلسلہ چشتیہ، پانی کی نہر سلسلہ سہروردیہ

خُم لگا دے میرے منہ سے تیرے مَے خانے کی خیر
اِک دو جام سے ساقی میرا کیا ہوتا ہے

نفس کے اقسام

نفس کے تین قسم ہیں (۱) نفس مطمئنہ: اگر نفس اکثر بھلائی و نیکی کی خواہش کرے تو اس کو نفس مطمئنہ کہتے ہیں، جیسے فرمایا:

یاَاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً.

(پ ۳۰ فجر آیت ۲۷،۲۸)

ترجمہ: اے اطمینان کرنے والی روح تو اپنے پروردگار کی طرف چل اس طرح سے کہ تو اس سے خوش اور وہ تجھ سے خوش۔

(۲) نفس لوامۃ، اگر نفس اپنے کئے پر شرمندہ ہونے لگے تو اس کو نفس لوّامۃ کہتے ہیں۔ جیسے فرمایا۔

وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ (پ ۲۹ قیامه آیت ۲)

ترجمہ: اور قسم کھاتا ہوں میں ایسے نفس کی جو اپنے اوپر ملامت کرے۔

(۳) نفس امارۃ: اگر نفس اکثر برائی کی طرف خواہش کرے اور اس پر شرمندہ بھی نہ ہو تو اس کو نفسِ امارہ کہتے ہیں جیسے فرمایا۔

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ (پ ۱۳، یوسف، آیت ۵۲)

ترجمہ: تحقیق نفس البتہ حکم کرنے والا ہے ساتھ برائی کے۔

نفس نتواں کشت اِلّا ذات پیر
دامن آں نفس کش محکم بگیر

شریعت کے احکام

شریعت کے احکام دو قسم کے ہیں۔

(۱) وہ احکام جو ظاہر سے متعلق ہوں خواہ مأ مورات کے قبیلہ سے ہوں جیسے نماز، روزہ، حج بیت اللہ، زکوٰۃ، نکاح، طلاق بیع وغیرہ یا منہیات کے قبیلہ سے ہوں جیسے کفر، شرک، زنا، چوری، سُود وغیرہ، ان ظاہری احکام کو علم الفقہ کہتے ہیں۔

(۲) وہ احکام جو باطن سے متعلق ہوں خواہ مأ مورات کے قبیلہ سے ہوں جیسے خوف خدا، عقائد دینیہ، اخلاص، صبر، شکر وغیرہ یا منہیات کے قبیلہ سے ہوں جیسے حرص، تکبر، عجب، حسد، ریا وغیرہ ان باطنی احکام کو علم تصوف کہتے ہیں تو تصوف کی حقیقت اصلاح نفس ہے کہ انسان عادات و کیفیات حسنہ سے مزین ہوجائے اور عادات و خصائل رذیلہ سے پاک ہوجائے۔اس کے لئے دو مجاہدے ہیں۔

پہلا مجاہدہ: اوصاف حمیدہ کو اپنانا

یہ پندرہ ہیں۔

(۱) توحید (۲) اخلاص (۳) توبہ (۴) توکل (۵) صدق (۶) صبر (۷) شکر (۸) خوف (۹) رجاء (۱۰) زُہد (۱۱) شوق (۱۲) محبت (۱۳) تفکر (۱۴) مراقبہ (۱۵) محاسبہ

اوصاف حمیدہ اور ان کے مصداق کا تفصیلی تذکرہ، فضائل صوفیا اور فضائل اہل اللہ میں موجود ہے

دوسرا مجاہدہ: اوصاف مذمومہ کو چھوڑنا

یہ بارہ ہیں۔
(۱) کثرت اکل (۲) کثرت کلام (۳) غصہ (۴) حسد (۵) بخل (۶) حُب جاہ (۷) حُب مال (۸) تکبر (۹) خود پسندی (۱۰) ریاء (۱۱) بدنظری (۱۲) حبِ نساء

مصافِ زندگی میں سیرتِ فولاد پیدا کر
شبستانِ محبت میں حریر و پرنیاں ہوجا
گُزر جا بن کے سیلِ تُندرَو کُوہ و بیاباں سے
گلستاں راہ میں آئے تو جُوئے نغمہ خواں ہوجا

اَوصافِ مذمومہ اوران کا علاج

(۱) کثرت اکل یعنی زیادہ کھانا و پینا کیونکہ پیٹ بھرنے سے حُبّ جاہ و مال کی خواہش پیدا ہوتی ہے جس سے بہت آفات پیدا ہوتی ہیں اور کم کھانے سے دل میں صفائی پیدا ہوتی ہے اور اللہ سے مُناجات کا مزہ پیدا ہوتا ہے کیونکہ اس سے شہوتیں کمزور ہوتی ہیں اور عبادت گراں نہیں ہوتی۔

عِلاج اپنی خوراک مقررہ سے ایک لقمہ روزانہ کم کرو تو ایک ماہ میں ایک روٹی کم ہوجائے گی اور اس طریق سے نفس پر گرانی بھی نہ ہوگی، کیونکہ یک لخت پڑی ہوئی عادت کو چھوڑنا مشکل ہوتا ہے۔ تدریجاً علاج ہوگا۔

جو تھوڑا ملا ہے تو سارا نہ چکھ
تھوڑا سا کھا اور تھوڑا سا رکھ
حق نے فرمایا کُلُوا وَاشْرَبُوا

ساتھ ہی فرمایا وَلَا تُسْـــــــرِفُــوْا

(۲) کثرتِ کلام یعنی فضول اور بے ہودہ گفتگو زیادہ کرنا جس سے انسان کی زبان میں جھوٹ بولنے اور غیبت کرنے کی عادت ہو جاتی ہے، جب انسان جھوٹ بولتا ہے تو اس کے دل میں کجی آجاتی ہے اور غیبت کرنا ایسا ہے جیسے کوئی مُردہ مُسلمان کا گوشت کھائے اور یہ قبیح عمل ہے۔

فائدہ: غیبت کی حقیقت یہ ہے کہ کسی مُسلمان کی پیٹھ پیچھے ایسی بات ذکر کرنی کہ اگر وہ سنے تو اس کو ناگوار گزرے، جیسے کسی کو بے وقوف یا کم عقل کہنا یا کسی کے حسب و نسب میں طعن کرنا یا کسی کے مکان، لباس، مویشی میں ایسا عیب لگانا جو اس کو ناگوار ہو خواہ زبان سے کہے یا اشارہ یا کنایہ سے کہے یا ہاتھ و آنکھ کے اشارہ سے یا نقل اتارنے سے یہ تمام امور غیبت میں داخل ہیں۔

علاج: بے ہودہ گفتگو کی سزا و نقصان پر غور کرے کہ اس کا انجام کیا ہوگا کیونکہ اس سے دل مردہ ہوتا ہے تکبر، کینہ جیسی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں اور جھوٹ و غیبت وغیرہ کا انجام ظاہر ہے۔ اس لئے کثرت کلام سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

کہہ رہا ہے شورِ دریا سے سمندر کا سکوت
جس کا جتنا ظرف ہے وہ اتنا ہی خاموش ہے

(۳) غصہ: اس سے دوسرے پر ظلم اور گالی دینا، زبان درازی کرنا جیسا گناہ ہوتا ہے اور اس سے کینہ، بدگمانی اور افشائے راز اور ہتک عزت کے عزم جیسی اندرونی معصیتیں پیدا ہوتی ہیں اور انتقام کے لئے خون جوش مارتا ہے جس سے ظاہری بیماری بھی پیدا ہو سکتی ہے۔

علاج: اس کے دو طریقے ہیں۔

ا۔ ریاضت ومجاہدہ سے اس کو توڑنا چاہئے مگر اس سے یہ مقصود نہیں کہ غصہ کا مادہ ہی باقی نہ رہے کیونکہ اگر غصہ کا مادہ ہی باقی نہ رہے گا تو کفار سے جہاد کیسے ہوگا۔ فساق اور اہل بدعت کی غیر شرعی باتوں پر ناگواری کا اظہار کیسے ہوگا اور ریاضت سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ انسان شریعت کے تابع ہو جائے اگر شریعت حکم دے تو بھڑک اُٹھے اور کام کرے ورنہ چپ رہے۔

۲۔ دوسرا طریقہ عملی ہے کہ غصہ کے وقت اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم پڑھو اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کو یاد کرو، نیز حالت کی تبدیلی کرو اگر کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ اگر بیٹھے ہو تو لیٹ جاؤ اور اگر اس سے بھی غصہ ختم نہ ہو تو وضو کر لو اور اپنا رُخسار زمین پر رکھو تاکہ تکبر ٹوٹے اور نفس دَبے اور غصہ چلا جائے۔

فطرت کو ناپسند ہے سختی زبان میں
پیدا ہوئی نہ ہڈی اس لئے زبان میں

(۴) حسد یہ ہے کہ کسی کو خوشحالی میں دیکھ کر جلے اور کُڑھے اور اس کی اس نعمت کے زائل ہونے کو پسند کرے، قرآن وحدیث میں اس کی مذمت آئی ہے۔

اکثر حسد کی بیماری غرور، عداوت وخباثت نفس سے پیدا ہوتی ہے، حاسد اللہ کی نعمت میں بخل کرتا ہے وہ چاہتا ہے کہ جیسے میں کسی کو کچھ نہیں دیتا اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اس کو کچھ نہ دے یہ شرعاً حرام ہے۔ البتہ اگر یہ خواہش کرے کہ جیسے دوسرے کے پاس نعمت ہے اسی طرح مجھے بھی مل جائے تو یہ غِبطہ ہے اور شرعاً جائز ہے۔

علاج: دو طریقہ پر ہے

ا۔ علمی علاج کہ حاسد اِس حسد کے انجام پر غور کرے کہ اس میں حاسد کے لئے دنیا

کا نقصان ہے کہ وہ ہمیشہ اس رنج و بلا میں مبتلا رہے گا کہ دوسرے کو ذلت حاصل ہو اور دین کا بھی نقصان ہے کہ حاسد کے نیک عمل ضائع ہو جاتے ہیں محسود کا تو کچھ نہیں بگڑتا بلکہ اس کا نفع ہے کہ حاسد کی نیکیاں مفت اس کے ہاتھ میں آ رہی ہیں۔

۲۔ عملی علاج کہ جس پر حسد ہے اس کی بہ تکلف تعریفیں کرے اس کے سامنے تواضع کرے اور اس کی نعمت پر مسرت کا اظہار کرے، جب چند دن ایسے کرے گا تو محسود کے ساتھ محبت پیدا ہو جائے گی اور حسد ختم ہو جائے گا اور اس بیماری سے نجات مل جائے گی۔

افسوس عمر کٹ گئی رنج و ملال میں
دیکھا نہ خواب میں بھی جو تھا خیال میں

بند کر دیا سانپوں کو یہ کہہ کر سپیروں نے
یہ انسانوں کو انسانوں سے ڈسوانے کا موسم ہے

(۵) بخل ۔ یہ اصل میں مال کی محبت کی وجہ سے ہوتا ہے کیونکہ حُبّ مال سے دل دنیا کی طرف مائل ہوتا ہے جس سے اللہ کی محبت والا تعلق کمزور ہو جاتا ہے اور جب بخیل مرتا ہے تو جمع کئے ہوئے مال کو حسرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اللہ کی ملاقات اس کو محبوب نہیں ہوتی۔ جبراً وقہراً آخرت کا تصور کرتا ہے۔ اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے مال کی کثرت وفراوانی سے انسان ذکرِ الٰہی سے غافل ہوتا ہے، صرف رقم حاصل کرنا پھر اس کی نگرانی کرنا پھر اس کو کسی کام میں لگانا، اسی میں اس کا وقت صرف ہوتا ہے اور یہ تمام دھندے دل کو سیاہ کرنے والے

ہیں، اس لئے بخل کا علاج اصل میں وہ ہے جو حُبّ مال کا علاج ہے۔

علاج: دوطریقہ پر ہے

ا۔ علمی علاج کہ بخل کے نقصانات معلوم کرو جس سے آخرت کی بربادی ہے اور دنیا کی بدنامی ہے۔

۲۔ عملی علاج کہ نفس پر جبر کرو خرچ کرنے کی بہ تکلف عادت ڈالو اور ضرورت سے زیادہ مال رکھنے سے پرہیز کرو اور اتنی مقدار حاصل کرو کہ اپنے اہل وعیال کا خرچہ حاصل ہو، باقی اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور تمام وقت اللہ کی یاد میں گزارو۔

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر
خدا مہرباں ہوگا عرشِ بریں پر
یہی ہے عبادت یہی دین و ایماں
کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں

(۶) حُبّ جاہ۔ یعنی اپنی شہرت کی خود خواہش کرے اور اپنی مدح وثناء کی خواہش کرے اس سے رعونت پیدا ہوتی ہے اور اس سے انسان ریا اور مختلف گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے کیونکہ ایسی صورت میں لوگوں کو دھوکہ دے کر جاہ کو حاصل کرتا ہے حُبّ جاہ سے مقصود وہی ہے جو حُبّ مال سے ہے کیونکہ اس سے بھی انسان مال حاصل کرنے کے لئے تدبیریں کرتا ہے کیونکہ جب لوگوں کے دلوں میں تعظیم کا اعتقاد پیدا ہو جاتا ہے تو لامحالہ لوگ اس کی تعریفیں کرتے ہیں اور دوسروں کو اس مضمون میں ہم خیال بناتے ہیں تا کہ خلقت کے مطیع ہونے کے سبب مال کا جمع کرنا آسان ہو ورنہ مال جمع کرنے میں بہت حیلے وتدبیریں کرنی پڑتی ہیں

علاج: موت کی یاد ہے کہ ایک دن موت آنے والی ہے نہ یہ لوگ باقی رہیں گے نہ ہم باقی رہیں گے آخر یہ تعریف کتنے تک ہوگی، پھر یہ غور کرو کہ تعریف کرنے والا کس چیز کی تعریف کر رہا ہے اگر عزت و مال کی تعریف کر رہا ہے تو یہ وہبی ہے کمال کی چیز نہیں کمال تو اللہ کی معرفت میں ہے۔ اگر تعریف تمہارے زہد وتقویٰ کی ہے تو اس میں دو صورتیں ہیں اگر واقعی تم میں زہد ہے تو یہ بات خوشی کی ہے نہ کہ دوسروں کے سامنے بیان کرنے کی اور اگر تم میں زہد نہیں تو اس تعریف پر خوش ہونا حماقت ہے۔

نہ پوچھو میری انتہا موت ہے
وہ مجرم ہوں جس کی سزا موت ہے

(۷) حُبّ دنیا: یہ صرف حُبّ جاہ وحُبّ مال کا نام نہیں بلکہ مَوت سے پہلے جس حالت میں ہو وہ سب دُنیا ہے اور دُنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے، دُنیا کے تمام جھگڑے اور مخلوقات اور تمام موجودہ چیزوں کے ساتھ تعلق رکھنے کا نام دُنیا کی محبت ہے۔ جب انسان کو حیاتِ دُنیوی کی زیبائش کا شوق پیدا ہوجاتا ہے تو صنعت وحرفت تجارت وزراعت کے ناپائیدار مشغلوں میں پھنس جاتا ہے کہ مبدأ ومعاد کی کچھ خبر نہیں رہتی اور اس کا باطن ان امور میں مشغول ہوجاتا ہے جس سے اکثر بیماریاں غرور و نخوت، حسد وکینہ، ریا وفخر، حرص و ہوس جیسی ظاہر ہوتی ہیں، حالانکہ دُنیا ذریعہ تھی آخرت کی زندگی بنانے کا، اس لئے چاہیئے تھا کہ بقدر ضرورت دنیا پر اکتفاء کرتا اور قناعت کرتا اور ذکرِ الٰہی میں مشغول ہوتا۔

علاج: اپنی مَوت کو یاد کرے اور اکثر یہ تصور کرے کہ ایک وقت خویش واقرباء و مال سب کو چھوڑ کر جانا ہے تو پھر دُنیا کو مطلوب ومحبوب ومقصود کیوں بنائے۔

زندگی کو خواہشِ زر میں بسر کرتے رہے

اِک کفن کے واسطے کتنا سفر کرتے رہے

(۸) تکبر یہ ہے کہ انسان اپنے کو صفاتِ کمالیہ میں دوسروں سے زیادہ سمجھے اور اس وقت اس کا نفس پھول جاتا ہے جس کی علامات یہ ہیں کہ راستے میں چلتے وقت دوسروں سے آگے قدم رکھنا، مجلس میں صدر مقام یا عزت کی جگہ بیٹھنا، دوسروں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنا، اگر کوئی سلام کرنے میں پیش قدمی نہ کرے تو اس پر غصہ ہونا، اگر کوئی تعظیم نہ کرے تو اس پر راضی نہ ہونا، اگر کوئی نصیحت کرے تو ناک بھوں چڑھانا، حق بات معلوم ہونے پر اس کو نہ ماننا، عوام کو ایسی نگاہ سے دیکھنا جیسے کوئی گدھوں کو دیکھتا ہے۔ تکبر انتہائی بُری بیماری ہے تکبر کرنے والا تواضع سے محروم رہتا ہے۔ حسد اور غصہ دُور کرنے پر قادر نہیں ہوتا، ریاکاری کو نہیں چھوڑ سکتا اور نرمی کا برتاؤ نہیں کرسکتا، مسلمان بھائی کی خیر خواہی نہیں کرسکتا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں نہ جائے گا۔

علاج: اپنی حقیقت یاد کرے کہ میں ایک نجس اور ناپاک مَنّی کا قطرہ ہوں اور آخر میں مُردار اور کیڑے مکوڑوں کی غذا ہوں اور اس وقت پیٹ میں نجاست بھری ہوئی ہے اور ہزاروں مصیبتیں و امراض بھوک و پیاس، سردی و گرمی کے حالات میں مقید ہوں تو پھر تکبر کس بناء پر ہے۔

ایک بات بہت تلخ کہی تھی اس نے
بات تو یاد نہیں یاد ہے لہجہ اُس کا

گو ذرا سی بات پہ برسوں کے یارانے گئے
لیکن اتنا تو ہوا کچھ لوگ پہچانے گئے

(۹) خود پسندی یعنی اپنے آپ کو اچھا سمجھنا، جب انسان اپنے کو نیکوکار سمجھنے لگ

جاتا ہے تو مطمئن ہو جاتا ہے اور سعادتِ اُخروی سے محروم ہو جاتا ہے۔ یہ بھی تکبر کی ایک شاخ ہے۔ فرق یہ ہے کہ تکبر میں دوسرے لوگوں سے اپنے نفس کو بڑا سمجھتا ہے اور خود پسندی میں اپنے نفس کو اپنے خیال میں بڑا سمجھتا ہے کہ دوسرے لوگوں کی ضرورت نہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت کو اپنا حق خیال کرنا اور اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم نہ سمجھنا اور اس کے زوال سے بے خوف ہو جانا ہے اس کو عُجب وخود پسندی کہتے ہیں اور اگر اپنے کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذی مرتبہ اور باوقعت سمجھے تو یہ ناز کہلاتا ہے اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اپنی دُعاء کے قبول نہ ہونے سے اور اپنے موذی دشمن کو سزا وعذاب نہ ملنے پر حیرت ہوتی ہے۔ اور اگر اللہ کی نعمت پر خوش ہو اور اس کے چھن جانے کا دِل میں خوف بھی ہو تو یہ خود پسندی نہیں۔

علاج اگر عُجب غیر اختیاری نعمتوں پر ہو جیسے قوت حُسن و جمال تو اس وقت یہ سوچے کہ ان چیزوں کے حاصل کرنے میں میرا کیا دخل ہے کہ اس پر ناز کروں۔ یہ اللہ کا فضل واحسان ہے کہ اس نے بغیر استحقاق کے یہ خوبیاں مجھے عطا کر دی ہیں۔ نیز یہ خوبیاں معرض زوال میں ہیں کہ بیماری وضعف سے سب جاتی رہتی ہیں تو اپنی ناپائیداری پر عجب کرنا کیا ہے...... اور اگر عُجب اختیاری نعمتوں پر ہو جیسے علم و ہنر و عبادت وغیرہ پر ناز ہو تو اس وقت غور کرے کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے ذہن وطاقت وہمت و دماغ وہاتھ پاؤں وبینائی نہ دیتے تو کمال کیسے حاصل کرتا یہ سب اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے یہ چیزیں عطا کی ہیں اس پر عجب کیوں کروں......

بس اتنی سی حقیقت ہے فریب خواب ہستی کی
کہ آنکھیں بند ہوں اور آدمی فسانہ ہو جائے

(۱۰) ریاء یہ ہے کہ عبادت وعملِ خیر کے ذریعہ سے لوگوں کے دلوں میں اپنی وقعت

ومنزلت کا خواہاں ہو اور یہ چیز عبادت کے مقصود کے خلاف ہے کیونکہ عبادت سے مقصود تو اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی حاصل کرنا ہے اور اس جگہ لوگوں کی خوشنودی حاصل کررہا ہے یہ شرک اصغر ہے ریاء مہلک مرض ہے۔

علاج دوطریق پر ہے (۱) اس کا سبب یا اپنی تعریف کی خواہش یا دنیاوی مال کا حرص یا مذمت کا خوف واندیشہ ہوتا ہے اگر اس کا باعث مذمت کا خوف ہو تو اس وقت سوچے کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہوں تو لوگوں کی مذمت سے مجھے کیا نقصان ہوگا اور اگر پسندیدہ نہیں تو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بچنے کی فکر کروں ان کی مذمت سے کیا ہوگا اور اگر باعث اپنی مدح یا حرص ہے تو اس کا علاج گزر چکا ہے۔

(۲) جو اللہ ورسول کی طرف سے وعید آئی ہے اس انجام پر غور کرے کہ ریاء شرک ہے اور شرک کی سزا جہنم ہے۔ یہ سب شیطانی چالیں ہیں اور ان کا علاج موت کی یاد ہے

میں نے پوچھا جو زندگی کیا ہے
ہاتھ سے گر کر جام ٹوٹ گیا

(۱۱) بدنظری: بُری نظر ایک بڑا فتنہ ہے اور شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا تھا،

يَا عَلِيُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَإِنَّ لَكَ الْأُولٰى وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ

(رواه ابو داؤد عن بريدہؓ)

اے علی، اگر اچانک پہلی نظر اُٹھ جائے تو معاف ہے لیکن دوسری نظر پر گرفت ہوگی بُری نظر، آنکھوں سے گزر کر ایک تصویر کی صورت دل میں جم جاتی ہے اور دل ودماغ میں گھومتی رہتی ہے!

جس سے صرف جسم وجان ہی نہیں، عقیدہ وایمان بھی خطرے میں پڑ جاتا ہے

خوب رُو خوب کام کرتے ہیں
اِک نگاہ میں غلام کرتے ہیں

تیرے آنے کا انتظار رہا
عمر بھر موسمِ بہار رہا

علاج: بدنظری کی وجہ سے دنیا کی ذلت اور آخرت کی سزا پر غور وفکر کرنا چاہئے

اس سُراب رنگ و بو کو گلستان سمجھا ہے تو
آہ اے ناداں قفس کو آشیاں سمجھا ہے تو

حُسن والے حُسن کا انجام دیکھ
ڈوبتے ہوئے سورج کو وقتِ شام دیکھ

(۱۲) حُبِ نِساء: دنیا کے فتنوں میں سب سے شدید اور مشکل ترین فتنہ عورت کا فتنہ ہے جیسا کہ اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِيْنَ (آل عمران: ۱۴)

شیطان کے بارے میں قرآن کہتا ہے

اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيْفًا شیطان کا مکروفریب کمزور ہے

اورعورت کے بارے میں قرآن کہتا ہے

اِنَّ كَيْدَ كُنَّ عَظِيْمٌ (یوسف: ۲۸)

عورت کا مکروفریب عظیم ہے، عورت وعدہ ایک سے کرتی ہے، ارادہ دوسرے کا کرتی ہے، نظر تیسرے پر رکھتی ہے اور امیدوار سب کو بناتی ہے

غضب کیا تیرے وعدے پہ اعتبار کیا

تمام رات قیامت کا انتظار کیا
ہنسا ہنسا کے شبِ وصل اشک بار کیا
تسلیاں دے دے کے مجھے بے قرار کیا
تونے وعدہ دیدار تو ہم سے کیا تھا
یہ کیا کیا جہاں بھر کو اُمیدوار کیا

اورحضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

اِتَّقُوا الدُّنیَا وَاِتَّقُو النِّسَاء (رواہ مسلم عن ابی سعیدؓ الخدری)

اورحضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

اِنَّ الْمَراَۃَ تُقْبِلُ فِیْ صُوْرَۃِ شَیْطَانٍ وَتُدْبِرُ فِیْ صُوْرَۃِ شَیْطَانٍ

(رواہ مسلم عن جابرؓ)

عورت شیطان کی صورت میں آتی ہے اور شیطان کی صورت میں جاتی ہے

مطلب یہ ہے کہ اجنبیہ عورت پر نظر کرنے سے شیطانی وساوس اور بُرے خیالات کا دروازہ کھل جاتا ہے

اورحضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

اَلْمَرْاَۃُ عَوْرَۃٌ فَاِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَھَا الشَّیْطَانُ

(رواہ الترمذی عن ابن مسعودؓ)

عورت پردہ میں رہنے کی چیز ہے جب عورت باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے مردوں کے سامنے خوب صورت بنا کر پیش کرتا ہے گویا کہ اجنبی عورت کا میک اپ شیطان کرتا ہے اس لئے وہ لوگوں کو خوبصورت لگتی ہے

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

لَایَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِاِمْرَأَةٍ اِلَّا کَانَ ثَالِثُھُمَا الشَّیْطَانُ (رواه الترمذی عن عمرؓ)

جب بھی کوئی مرد کسی اجنبی عورت سے تنہائی میں ملتا ہے تو وہاں تیسرا شیطان ہوتا ہے (جو گناہ کی دعوت دیتا ہے)

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

مَا تَرَکْتُ بَعْدِیْ فِتْنَۃً اَضَرَّ عَلَی الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ

(متفق علیه عن اسامة بن زیدؓ)

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

مَارَأَیْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِیْنٍ اَذْھَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ

(متفق علیه عن ابی سعیدؓ الخدری)

عورت باوجود عقل اور دین میں ناقص ہونے کے مردِ دانا کو بے وقوف بنا دیتی ہے!

اور بقول شاعر

کمندیں اور بھی یوں تو کمند انداز رکھتے ہیں
تیری زُلفوں کے خم کچھ اور ہی انداز رکھتے ہیں

چوم لیتی ہے کبھی لَب کو کبھی رُخسار کو
تم نے زلفوں کو بڑا سر پہ چڑھا رکھا ہے

ایک عاشق نے اپنی محبوبہ کو سوئے ہوئے دیکھا تو کہا

چشم نیم باز عجب خوابِ ناز ہے
فتنہ تو سو رہا ہے درِ فتنہ باز ہے

ایک عاشق نے اپنی محبوبہ کو کہا میں نے تمہیں رات کو خواب میں دیکھا ہے آگے سے

اُس نے جواب میں کہا

آج یہ کہتے ہو دیکھا ہم نے تم کو خواب میں
کل یہ کہتے تھے فرقت میں نہیں آتی ہے نیند

اورانسان عورت کے فتنہ میں مبتلا ہوکر صرف مال ودولت ہی نہیں
عزت وآبرو بھی گنوا بیٹھتا ہے!

پھرتے ہیں میر خوار کوئی پوچھتا ہی نہیں
اِس عاشقی میں عزتِ سادات بھی گئی

نہ پھول تھے نہ چمن تھا نہ آشیانہ تھا
چُھٹے اسیر تو بدلا ہوا زمانہ تھا

یہ شکوہ بے وفائی کا یہ رونا کج ادائی کا
سزا ہے دل لگانے کی مزہ ہے آشنائی کا

البتہ نیک اورصالح عورت اس سے مستثنٰی ہے کیونکہ حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے
حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ ثَلاثٌ ، اَلطِّیْبُ وَالْمَرْأَۃُ الصَّالِحَۃُ
وَقُرَّۃُعَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ،
اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے
اَلدُّنْیَا کُلُّھَا مَتَاعٌ وَخَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا اَلْمَرْأَۃُ الصَّالِحَۃُ.
(رواہ مسلم عن عبداللہ بن عمروؓ)

علاج: موت کی یاداوردنیا کی فنا ہے
کیونکہ دنیا بھی فانی ہےاوردنیا کی ہر چیز فانی ہے

عورت بھی فانی ہے اور عورت کا حُسن و جمال اور جوانی بھی فانی ہے

پیام مرگ سے اے دل تیرا کیوں دَم نکلتا ہے
مُسافر روز جاتے ہیں یہ رستہ خوب چلتا ہے

عبث اِس زندگی پر غافلوں کا فخر کرنا ہے
یہ جینا بھی کوئی جینا ہے، جس کے ساتھ مرنا ہے

ابدال بننے کے تین طریقے

(۱) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آدمی تین اوصاف کی وجہ سے ابدال کی صف میں شامل ہوتا ہے۔

(۱) سلامتی قلب (۲) سخاوتِ نفس (۳) اصلاحِ ناس، یعنی لوگوں کی خیر خواہی

(۲) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جس میں یہ تین اوصاف ہوں وہ زمرہ ابدال میں شمار ہوگا۔

(۱) رضا بالقضا (۲) احتراز عن المنہیات (۳) غضب لدین اللہ

(۳) امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں جو شخص ہر روز تین مرتبہ یہ دعا مانگے وہ درجہ ابدال میں لکھا جائے گا۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اَللّٰھُمَّ تَجَاوَزْ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

انسان پانچ قسم کے ہیں

(۱) غافل (۲) سائل (۳) مائل (۴) جاہل (۵) مُجادل، پہلے چار قسم کے انسانوں کو، انبیاء، علماء، صلحاء اور صوفیاء سے فائدہ اور نفع حاصل ہوتا ہے جبکہ پانچویں قسم مُجادل اور جھگڑالو انسان کی ہے جو نفع سے محروم رہتا ہے۔

اللہ رب العزت ہمارے لئے تصوف کے سارے راستے آسان فرمادیں۔ آمین

انمول موتی

درجہ ولایت کی انتہا، درجہ نبوت کی ابتدا ہوتی ہے

تصوف میں احوال نہیں، اوصاف مقصود ہوتے ہیں

عافیت تنہائی میں ہے، سلامتی خاموشی میں ہے

جب 'نیم شب' کی دولت ہاتھ آتی ہے تو 'نیم روز' کی دولت کو قربان کر دیا جاتا ہے

جب آدمی کامل ہو جاتا ہے تو اُس کی خاموشیاں بھی بولنے لگتی ہیں

تواضع کی حقیقت یہ ہے کہ جو کوئی حق کی بات کرے اُسے فوراً قبول کرلو

مخلوق کی اُجرت نہیں، خالق کی قُربت کے طلبگار بنو

دین کی حقیقت تسلیم و رضا ہے

ہر عمل پہلے، ریا، پھر، عادت، پھر، عبادت، بنتا ہے

چار الفاظ تباہی و بربادی کا سبب ہیں

اَنَا وَنَحْنُ وَلِیْ وَعِنْدِیْ جب ان کا استعمال بطور تکبر کے ہو

کمالِ شاعری

بعض اوقات شاعر اپنے اشعار میں کوئی نہ کوئی صفت استعمال کرتا ہے مگر چونکہ ہمیں اس صفت کا علم نہیں ہوتا اس لئے ہم اُن اشعار کو معمولی سمجھ کر نظر انداز کر دیتے ہیں حالانکہ شاعر نے اپنا کمال دکھانے کیلئے اپنے بہترین لمحات اور دماغ کی تمام صلاحیتیں صرف کر دی ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر یہاں چند اشعار لکھتا ہوں جس میں شاعر نے صفت مربع استعمال کی ہے!

کروں کیا خفا ہے الٰہی وہ دلبر
خفا ہے وہ مجھ سے عبث کیوں سمن بر
الٰہی عبث کیوں خفا ہے غضب ہے
وہ دلبر سمن بر غضب ہے ستم گر

اب ان اشعار کو چار خانوں میں اس طرح تقسیم کریں

کروں کیا	خفا ہے	الٰہی	وہ دلبر
خفا ہے	وہ مجھ سے	عبث کیوں	سمن بر
الٰہی	عبث کیوں	خفا ہے	غضب ہے
وہ دلبر	سمن بر	غضب ہے	ستم گر

صفت مُرَبَّع

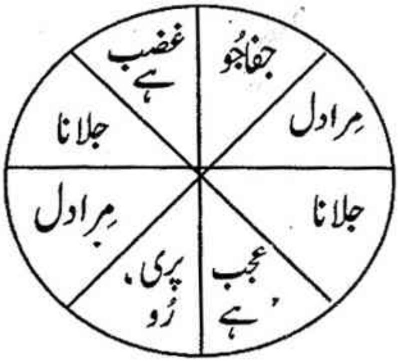
اب ان اشعار کو خواہ اُوپر سے نیچے پڑھئے خواہ نیچے سے اُوپر کی طرف یا دائیں سے بائیں یا بائیں سے دائیں پڑھیں آپ کو وہی اشعار نظر آئیں گے جو پہلے لکھے جا چکے ہیں!

اسی طرح یہ شعر ملاحظہ فرمائیں۔

مِرا دل جلانا غضب ہے جفا جُو

مِرا دل جلانا عجب ہے پری رُو

اِس شعر کو آٹھ خانوں والے دائرے میں یوں لکھ کر دیکھیں



صفت مُثمّن

مندرجہ بالا شعر کو آپ جس خانے سے شروع کریں گے آپ کو ایک نیا مصرع ملے گا اوراس طرح آپ کو ایک شعر کی بجائے آٹھ مصرعے اور چار شعر مل جائیں گے

اسی طریقے پر کمالِ شاعری کا زبردست نمونہ ملاحظہ ہو

سرِ خوش عجب ایں کہ زاتفاق بے حد افتاد موافق بہ بحساب ابجد

ناز ومحبوب عاشقی و آفت بے عقل ودراز فتنہ وکوتاہ قد

۵۸ ۵۸ ۴۸۱ ۴۸۱ ۲۱۳ ۲۱۳ ۵۳۵ ۵۳۵

اسی طریقے پر امیر خسروؒ کا یہ شعر بھی اعجازی حیثیت کا مالک ہے جو اگرچہ بے معنی سا ہے لیکن غور طلب ہے کہ الٹنے کی صورت میں بھی یہ ربط حروف کس خوبصورتی کے ساتھ بغیر کسی نقص کے قائم رہے اور اعراب تک میں فرق نہ آیا!

شکر بترازوی وزارت برکش

شو ہمرہ بلبل بلب ہر مہوش

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

فضائل صوفیا

ازافادات

شیخ الحدیث حضرت درخواستیؒ کے جانشین
شیخ الحدیث والتفسیر خطیب اسلام

پیر طریقت حضرت مولانا **حماد اللہ درخواستی** صاحب مدظلہ امین وناشر علوم درخواستی

مہتمم ۔ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور
مرکزی راہنما ۔ جمعیت علماء اسلام پاکستان
نائب امیر مرکزیہ ۔ مجلس علماء اہلسنت والجماعت پاکستان

ناشر
مکتبہ شیخ درخواستیؒ جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ مرکزی گرین ٹاؤن خان پور ضلع رحیم یارخان پوسٹ بکس نمبر 5
Web: www.shaikhedarkhwasti.org Mob: 0300-0939448

فضائل صوفیا

اللہ رب العزت سورہ توبہ میں ارشاد فرماتے ہیں

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھی بنو۔

ابوداؤد میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

اِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللهِ اَلْحُبُّ فِی اللهِ وَالْبُغْضُ فِی اللهِ

اللہ رب العزت کا پسندیدہ عمل یہ ہے کہ محبت بھی اللہ کی رضا کے لئے ہو اور نفرت بھی اللہ کی رضا کے لئے ہو۔

حضرت رابعہ بصریہؒ کے اشعار

تَعْصِی الْاِلٰهَ وَاَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّهٗ
هٰذا لَعُمْرِیْ فِی الْقِیَاسِ بَدِیْعٗ
لَوْکَانَ حُبُّکَ صَادِقًا لَاَطَعْتَهٗ
اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ یُّحِبُّ مُطِیْعٗ

اللہ کی نافرمانی بھی کرتے ہو اور اُس سے محبت کا دم بھی بھرتے ہو
واللہ یہ چیز عقل کے بھی خلاف ہے
اگر تمہاری محبت سچی ہوتی تو تم اللہ کی فرمانبرداری کرتے
کیونکہ محبت کرنے والا محبوب کا فرمانبردار ہوتا ہے

صوفی اللہ کا انتخاب

اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

اَللّٰہُ یَجْتَبِیْ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَاءُ وَیَهْدِیْ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ. (شوریٰ: ۱۳)

اللہ کے بندوں کے دو گروہ اور دو جماعتیں ہیں۔

ایک جماعت وہ ہے جسے اللہ اپنی ذات کے لئے چن لیتا ہے۔ اور اسے، مجتبیٰ، مرتضیٰ اور مصطفیٰ بنا دیتا ہے۔ یہ وہبی عمل ہے اور طالب کو وصالِ مطلوب کیلئے محنت اور جد و جہد نہیں کرنی پڑتی۔ کیونکہ اللہ اس کا ہاتھ پکڑ کے اپنے قریب کر لیتا ہے۔

اور ایک جماعت وہ ہے جو محنت و جد و جہد اور انابت کے ذریعہ اللہ تک پہنچنے کی کوشش کرتی ہے تو اللہ اسے خود تک پہنچنے کا راستہ دکھا دیتے ہیں۔

معلوم ہوا کبھی رب کی چاہت ہوتی ہے اس لئے بندے کو اپنی ذات کے لئے چن لیتا ہے۔ اور کبھی بندے کی چاہت ہوتی ہے تو اُسے اپنی ذات تک پہنچنے کا راستہ دکھا دیتا ہے۔

دست از طلب ندارم تا کامِ من برآید
یا تن رسد بجاناں یا جاں زتن برآید

دل میں سما گئی ہیں قیامت کی شوخیاں
دو چار دن رہا تھا کسی کی نگاہ میں

صوفی کی حقیقت

صوفی وہ ہے جس کا ظاہر صاف ہو، صوفی وہ ہے جس کا باطن صاف ہو، صوفی وہ ہے جس کا لباس صاف ہو، صوفی وہ ہے جس کا دل صاف ہو

صوفی وہ ہے جس کا لباس سادہ ہو، صوفی وہ ہے جس کا مزاج سادہ ہو
صوفی وہ ہے جس کی خلوت پاکیزہ ہو، صوفی وہ ہے جس کی جلوت پاکیزہ ہو
صوفی صافی ہوتا ہے، شریعت کا پیروکار ہوتا ہے، طریقت کا امیدوار ہوتا ہے
صوفی کے دل میں غبار نہیں ہوتا بلکہ اللہ کی محبت کا خُمار ہوتا ہے
صوفی نفرت نہیں محبت، بخل نہیں سخاوت، تکبر نہیں تواضع، فنا نہیں بقا، کا سبق دیتا ہے!
صوفی مجرم نہیں جرم سے نفرت کرتا ہے۔

خدا رکھے بہت اونچا ہے معیار نظر اس کا
بوقت فیض جس نے اپنے بیگانے نہیں دیکھے

صوفی کی توحید

صوفی کی نظر اپنی ذات پر نہیں بلکہ اللہ کی توحید پر ہوتی ہے۔
صوفی کو اپنی ذات سے نہیں بلکہ اللہ کی توحید سے پیار ہوتا ہے۔
حضرت منصورؒ حلاج کو جب دار پر لے جایا گیا تو آپ سے آپ کے مریدین اور آپ کے منکرین کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ مریدین کی مجھ پر نظر ہے اور مجھ سے حسن ظن ہے اس لئے ان کو ایک حصہ ثواب ملے گا جبکہ منکرین کی توحید پر نظر ہے اس لئے ان کو دو حصے ثواب ملے گا۔
اور شریعت میں توحید اصل ہے، حسنِ ظن فرع ہے۔
پھر حضرت منصورؒ حلاج کو سولی پر چڑھا دیا گیا اور انہوں نے اپنے آپ کو اللہ کی ذات پر قربان کر دیا

زباں سے کہہ بھی دیا لَا اِلٰہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

یہ نغمہ فصلِ گل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہوکہ خزاں لا الٰہ الااللہ

اے میرے دوست ذرا دیکھ میں ہارا تو نہیں
میرا سر بھی تو پڑا ہے میری دستار کے ساتھ

بجرم عشق تو ام می کشند وغوغا ایست
تو نیز برسربام آ کہ خوش تماشا ایست

چوں قلم دردست غدارے رسید
لا جرم منصور بردارے رسید

ایک ہی منزل تھی ہم عشق کے دیوانوں کی
قد و گیسو سے چلے دار ورسن تک پہنچے

یہ رُتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دارورسن کہاں

صوفی کا علم

حضرت بایزیدؒ بسطامی فرماتے ہیں۔
میں نے تیس سال مجاہدے میں صرف کئے
اور معلوم یہ ہوا کہ علم پر عمل کرنے سے زیادہ کوئی چیز مشکل نہیں۔

آنکھیں کھلیں تو جاگ اٹھیں حسرتیں تمام
اس کو بھی کھودیا جسے پایا تھا خواب میں

صوفی کا حلم

حضرت معروف کرخیؒ اپنے چند شاگردوں اور خلفاء کے ساتھ دریائے دجلہ کے کنارے موجود تھے ایسے میں چند نوجوان جو شراب کے نشے میں دھت تھے وہاں آدھمکے اور ملاں مولویوں کا مذاق اڑانے لگے۔

حضرت شیخ کے مریدین نے کہا حضرت ان کے لئے بددعا کریں اللہ انہیں تباہ و برباد کردے۔ دیکھئے ناں، ایک طرف شباب ہے دوسری طرف شراب ہے اوپر سے اللہ والوں سے استہزاء و مذاق ہے۔

اور حضرت الشیخ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھادیئے۔ اور فرمایا

اے میرے پروردگار، جیسے آپ نے ان نوجوان بچوں کو دنیا کی خوشیاں نصیب فرمائی ہیں، کیسے اچھل رہے ہیں، کود رہے ہیں، خوش ہو رہے ہیں۔

اے میرے پروردگار، میرے ان بچوں کو نیک اعمال کی توفیق نصیب فرمادیں تاکہ جنت میں بھی خوشیاں مناتے داخل ہوجائیں، سبحان اللہ

ایسے واقعات خواجہ جنید بغدادیؒ اور خواجہ ذوالنون مصریؒ کی طرف بھی منسوب ہیں۔

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے
مزا تو تب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی

تجھے یاد ہے ساقی تیرا رکھا تھا بھرم
بے پیئے ہم نے قدم ڈالے تھے بہکے بہکے

صوفی کی عبادت

صوفی کی عبادت درجہ احسان واخلاص کا مصداق ہوتی ہے۔
حضرت اویسؒ قرنی تین تین دن اور رات مسلسل بغیر کھائے پیئے اور سوئے اللہ کی عبادت میں مصروف رہتے تھے۔

اُن کے خط کی آرزو ہے اُن کی آمد کا خیال
کس قدر پھیلا ہوا ہے کاروبارِ انتظار

چند تصویرِ بُتاں چند حسینوں کے خطوط
بعد مرنے کے میرے گھر سے یہ ساماں نکلا
تم میرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

صوفی کی محبت

صوفی مخلوق سے نہیں خالق سے محبت کرتا ہے۔ پھر خالق بھی اس سے محبت کرنے لگتا ہے۔
صوفی مخلوق کو نہیں خالق کو اپنا محبوب بناتا ہے پھر خالق بھی اسے اپنا محبوب بنالیتا ہے۔
صوفی مخلوق کو نہیں خالق کو اپنے دل میں بساتا ہے
پھر خالق بھی اُسے اپنے دل میں بسالیتا ہے۔
اللہ ارشاد فرماتے ہیں یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ (مائدہ: ۵۴) کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ سے محبت کرتے ہیں اور اللہ ان سے محبت کرتا ہے۔
حدیث شریف میں آتا ہے اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں۔ میرا بندہ عبادات اور نوافل سے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا

ہوں اور پھر میں اس کا، کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں اور زبان بن جاتا ہوں یعنی میں ان اعضاء کا محافظ بن جاتا ہوں اور یہ اعضاء گناہوں سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔

حدیث شریف میں آتا ہے جب اللہ رب العزت اپنے کسی بندے سے محبت فرماتے ہیں تو جبریل کو بلا کر اطلاع کرتے ہیں کہ میں فلاں سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو تو جبریل بھی اس سے محبت کرتے ہیں پھر جبریل آسمان اور زمین والوں میں اعلان کرتے ہیں کہ اللہ نے فلاں کو اپنا دوست اور محبوب بنالیا ہے تو آسمان اور زمین والے بھی اُس کو اپنا محبوب بنالیتے ہیں۔

بادِ نسیم آج بہت مُشک بار ہے
شاید ہوا کے رخ پر کھلی زلفِ یار ہے

صوفی کی توبہ

اللہ رب العزت کا فرمان ہے،یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا.
(تحریم: ۸)

اے ایمان والو! اللہ کی جانب سچی توبہ کرو،

حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں عام لوگوں کی توبہ گناہ سے ہوتی ہے یعنی جب اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں تو پھر توبہ کرتے ہیں جبکہ خاص لوگوں کی توبہ غفلت سے ہوتی ہے۔ یعنی جب اللہ کی یاد سے غافل ہوتے ہیں تو پھر توبہ کرتے ہیں۔

مختصر حالِ چشم و دل یہ ہے
اِس کو آرام اُس کو خواب نہیں

حضرت حبیب عجمیؒ، سود خور تھے توبہ کے لئے حضرت حسن بصریؒ کے پاس تشریف لے

جارہے تھے گلی کے بچوں نے دیکھا تو کہنے لگے وہ دیکھو حبیب خائب جارہا ہے توبہ کے بعد واپس لوٹے تو پھر گلی کے بچوں سے واسطہ پڑا تو انہوں نے کہا وہ دیکھو حبیب تائب آرہا ہے!

ایک ہی دن، ایک ہی راستہ، ایک ہی گلی، وہی بچے، وہی لوگ لیکن جب انداز بدلا تو صدا بھی بدل گئی،

رب کی طرف سے محبت کی آواز لگ گئی اور اللہ کے بندوں کی نظر اور زبان بدل گئی۔

ہر اِک مکاں کو ہے مکیں سے شرف اسد
مجنوں جو مرگیا ہے تو جنگل اداس ہے

صوفی کی تواضع

ایک مرتبہ ایک عورت نے حضرت مالکؒ بن دینار کو، ریاکار، کے نام سے بلایا تو آپ نے فرمایا بیس سال ہو گئے مجھے کسی نے اصلی نام سے نہیں پکارا۔ لیکن تجھے میرا نام اور میرا کام، دونوں معلوم ہو گئے۔

حضرت معروف کرخیؒ پر بعض لوگوں نے خاک ڈال دی، داڑھی اور کپڑے خاک آلود ہو گئے، تو اپنے نفس کو خطاب کر کے فرمانے لگے اے نفس، شکر کر کہ تجھ پر صرف خاک ڈالی گئی جبکہ تو خاک نہیں آگ کے لائق تھا۔

ہم پر یہ سختی کی نظر، ہم ہیں فقیر راہ گزر
رستہ کبھی روکا تیرا، دامن کبھی تھاما تیرا

صوفی کی متاع

ایک صوفی کی کل متاع تین چیزیں تھیں
(۱) لکڑی کا پیالہ (۲) چمڑے کا تکیہ (۳) کنگھی
پیالے میں پانی پی لیتے،
جب نیند آتی تو تکیہ پر سر رکھ کے لیٹ جاتے،
جب بال بکھرتے تو کنگھی کر لیتے۔
ایک مرتبہ کسی شخص کو چلو سے پانی پیتے دیکھا تو پیالہ پھینک دیا،
ایک اور شخص کو بازو پر سر رکھے لیٹے دیکھا تو تکیہ پھینک دیا۔
ایک اور شخص کو بالوں میں انگلیاں پھیرتے دیکھا تو کنگھی بھی پھینک دی۔
یوں دنیا کے سارے دھندوں سے صوفی آزاد ہو گیا۔

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق

صوفی کا شیطان سے مقابلہ

حضرت حاتم اصمؒ فرماتے ہیں شیطان ہر روز صبح کو مجھے وسوسہ میں ڈالنے کی کوشش کرتا ہے
تین سوال کرتا ہے۔
پوچھتا ہے کیا کھاؤ گے، میں جواب دیتا ہوں، موت
کیونکہ آخری کھانا موت ہے
پوچھتا ہے کیا پہنو گے، میں جواب دیتا ہوں، کفن

کیونکہ آخری لباس کفن ہے

پوچھتا ہے کہاں رہو گے میں جواب دیتا ہوں، قبر

کیونکہ آخری ٹھکانہ قبر ہے

پھر یہ کہہ کر چلا جاتا ہے، یار تم بہت برے شخص ہو۔ میری ایک بھی نہیں چلنے دیتے۔

ہوئے نامور بے نشاں کیسے کیسے
زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

صوفی کا بیوی سے مکالمہ

حضرت حاتم اصمؒ نے ایک مرتبہ اپنی بیوی سے کہا، میں تجھ سے چار مہینے کے لئے دور جا رہا ہوں، بتاؤ تمہیں کس قدر خرچہ درکار ہوگا۔

بیوی بھی اللہ والی تھی، اس نے کہا جتنی میری زندگی ہے۔

حضرت حاتمؒ نے کہا، تمہاری زندگی میرے ہاتھ میں نہیں،

بیوی نے کہا، پھر میری روزی بھی آپ کے ہاتھ میں نہیں

پھر کہا، آپ روزی کھانے والے ہیں رُوزی دینے والے نہیں۔

روزی کھانے والا چلا جائے گا، لیکن رُوزی دینے والا میرا رب رحمان کہیں نہیں جائے گا۔

خدا کو بھول گئے لوگ فکر روزی میں
خیال رزق ہے رازق کا خیال نہیں

صوفی صانع کا نظارہ کرتا ہے

ایک دن موسم خوشگوار تھا، بادل اور بارش نے موسم کو حسین بنا دیا تھا۔

حضرت رابعہ بصریہؒ کمرے کے اندر عبادت میں مصروف تھیں خادمہ نے باہر سے آواز لگائی

رابعہ باہر نکلو میں تمہیں قدرت کا حسین نظارہ دکھلاؤں اور رابعہ نے اندر سے آواز لگائی
اری تم اندر آؤ میں تمہیں قادر کا حسین نظارہ دکھلاؤں
اور کہا میرا کام صنعت کو نہیں خود صانع کو دیکھنا ہے۔

ہر لمحہ تجھے چاہا ہر دم تیری یاد آئی
کیا شام کا سناٹا، کیا رات کی تنہائی

عطار ہو، رومی ہو، رازی ہو، غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی

صوفی کی نظر

مولانا رومیؒ پر حضرت شاہ شمس تبریزؒ کی نظر پڑی تو ان کی دل کی دنیا بدل گئی
ایک مرتبہ مولانا رومی علم کلام و منطق کے مشکل مباحث طلباء کو پڑھا رہے تھے
حضرت شاہ شمس تبریزؒ تشریف لائے اور پوچھا، ایں چیست ...... یہ کیا ہے، کونسا علم ہے
مولانا رومی نے ارشاد فرمایا، ایں آں علمست کہ تو نہ دانی
یہ وہ علم ہے جسے آپ نہیں جانتے۔
تو شمس تبریز نے ساری کتابیں اٹھا کر پانی کے تالاب میں پھینک دیں
تو شور مچ گیا علم گھل گیا، علم رل گیا، علم پانی پانی ہو گیا
حضرت شاہ شمس تبریزؒ نے تالاب سے کتابیں باہر نکالیں تو ان پر پانی نے کچھ اثر نہیں کیا تھا۔
کتابوں کو جھاڑتے تھے تو مٹی اور گرد اڑتی تھی۔ مولانا رومیؒ یہ منظر دیکھ کر بڑے حیران ہوئے اور شمس تبریزؒ سے پوچھا، ایں چیست، یہ کیا ہے، کونسا علم ہے۔

حضرت شمس تبریزؒ نے جواب دیا، ایں آں علمست کہ تو نہ دانی
یہ وہ علم ہے جسے تو نہیں جانتا۔
پھر مولانا رومی نے حضرت شاہ شمس تبریز کی صحبت اختیار کی اور معرفت میں بھی بڑا مقام حاصل کیا۔ اور یہ شعر کہا

مولوی نہ شد ہرگز مولائے رُوم
تا غلام شمس تبریز نہ شُد

اور اقبال نے بھی کہا

نہ اٹھا پھر کوئی رومی عجم کے لالہ زاروں سے
وہی آب و گِل ایراں وہی تبریز ہے ساقی

صحبت پیر روم سے مجھ پر ہوا یہ راز فاش
لاکھ حکیم سربجیب ایک حکیم سربکف

صوفی کا ہدیہ

حضرت مالکؒ بن دینار نے ایک دیوانے اور مجذوب نوجوان کو کچھ مال بطور ہدیہ کے دیا تو اُس نے لینے سے انکار کردیا اور کہا،
اگر یہ مال حلال ہوا تو حساب دینا پڑے گا اور اگر مال حرام ہوا تو عذاب بھگتنا پڑے گا۔ مجھے حساب اور عذاب دونوں سے ڈر لگتا ہے۔

ہزار خوف ہوں لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

صوفی کا دِل

ایک اللہ والے نے ایک مجذوب کو دیکھا جس کے ہاتھ پاؤں بندھے تھے اور وہ خوشی سے نعرے لگا رہا تھا۔ اللہ والا بڑا حیران ہوا۔ تو مجذوب نے کہا بیڑیوں نے میرے ہاتھ پاؤں کو جکڑا ہے میرے دل کو تو نہیں۔

اہل دل شدت غم سے کہاں گھبراتے ہیں
اَوس پڑتی ہے تو پھول اور نکھر جاتے ہیں

پڑا فلک کو دل جلوں سے کام نہیں
جلا کر راکھ نہ کردوں تو داغ نام نہیں

بچپن ہی سے لکھی تھی مقدر میں اسیری
ماں باپ کہا کرتے تھے دل بند، جگر بند

صوفی کی دولت

صوفی دنیا کی دولت نہیں بلکہ آخرت کی دولت کا طلبگار رہوتا ہے
صوفی دنیا میں رہتا ہے لیکن دنیا کی محبت کو دل میں داخل نہیں ہونے دیتا
صوفی مخلوق کی دولت نہیں بلکہ خالق کی قربت کا متلاشی ہوتا ہے

پھرتا ہوں دل میں یار کو مہماں کئے ہوئے
سارے جہاں کو کوچۂ جاناں کئے ہوئے

صوفی کا ایمان

صوفی کے ایمان کی حقیقت اللہ پر توکل ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے
وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْا اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ. (مائدہ: ۲۳)
مومن تو اللہ پر ہی بھروسہ کرتا ہے۔
حضرت ابراہیم خواصؒ سے کسی نے سوال کیا ایمان کی حقیقت کیا ہے؟
آپ نے فرمایا اس وقت میرے پاس تمہارے سوال کا کوئی جواب نہیں ہے کیونکہ جو کچھ میں کہوں گا وہ قول ہوگا، جبکہ مجھے اِس کا جواب عمل سے دینا چاہئے۔
ہاں ایک صورت ہے، میں مکہ مکرمہ جا رہا ہوں، تم میرے رفیق سفر بن جاؤ، راستے میں تمہیں تمہارے سوال کا جواب بھی مِل جائے گا وہ آدمی تیار ہوگیا، رفیقِ سفر بن گیا۔
راستے میں ہر رات غیب سے دو رُوٹیاں اور دو پیالے پانی کے ظاہر ہوتے،
حضرت ابراہیم ایک روٹی اور ایک پیالہ پانی خود لیتے اور دوسری روٹی اور پانی کا پیالہ اپنے رفیق سفر کو دیتے، سلسلہ چلتا رہا اور سفر ہوتا رہا۔
ایک مرتبہ دورانِ سفر جنگل میں ایک بوڑھا گھڑ سوار نمودار ہوا حضرت ابراہیم سے ملاقات کی باہمی گفتگو کی اور کچھ دیر بعد وہ چلا گیا،
رفیق سفر نے پوچھا، اے شیخ، گھڑ سوار کون تھا، آپ نے فرمایا وہ تیرے سوال کا جواب تھا!
فرمایا وہ بوڑھا آدمی حضرت خضر علیہ السلام تھے جو میرے ہم سفر بننا چاہتے تھے
لیکن میں نے انکار کردیا تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرا اعتماد اللہ سے ہٹ جائے اور میں خضر علیہ السلام پر اعتماد کرنے لگوں اور یہ چیز میرے توکل کے خاتمے کا سبب بن جائے حالانکہ ایمان کی حقیقت تو، توکل علی اللہ ہے!

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں میری جبین نیاز میں

صوفی کی طہارت

صوفی ظاہری طہارت کے ساتھ باطنی طہارت کا بھی التزام کرتا ہے،
جسمانی پاکیزگی کے ساتھ روحانی پاکیزگی کا بھی اہتمام کرتا ہے۔
نظافت بدن کے ساتھ نظافت قلب پر بھی نظر رکھتا ہے
ایمان کے بعد سب سے اہم عبادت نماز ہے جس کے لئے طہارت شرط ہے۔
طہارت کے بغیر نماز درست نہیں ہوتی اب ظاہری طہارت کیلئے ظاہری چیز یعنی پانی کی ضرورت ہوگی جس سے آدمی اپنی ظاہری نجاست کو دور کرے گا اور باطنی طہارت کیلئے باطنی چیز یعنی توبہ کی ضرورت ہوگی جس سے آدمی اپنے باطن یعنی دل اور رُوح کی صفائی کرے گا اور غلط عقیدہ وعمل کی نجاست کو دُور کرے گا اور معرفتِ الٰہی کو حاصل کرے گا۔ جیسا کہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ وَیُحِبُّ الۡمُتَطَھِّرِیۡنَ. (بقرہ: ۲۲۲)

اللہ کی ذات ظاہری اور باطنی طہارت اختیار کرنے والوں کو اپنا محبوب بنا لیتی ہے۔
اسی وجہ سے وضو کے آخر میں یہ دعا پڑھی جاتی ہے جس میں ظاہری و باطنی دونوں طہارتوں کا ذکر ہے۔

اَللّٰھُمَّ اجۡعَلۡنِیۡ مِنَ التَّوَّابِیۡنِ وَاجۡعَلۡنِیۡ مِنَ الۡمُتَطَھِّرِیۡنَ (رواہ الترمذی عن عمرؓ)

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اِس زمانے میں

صوفی کا وضو

صوفی جب وضو کی نیت اور ارادہ کرے تو ظاہری اعضاء کی طہارت کے ساتھ باطنی اعضاء کی طہارت کی بھی نیت اور ارادہ کرے۔

جب ہاتھ دھوئے تو دل سے دنیا کی محبت بھی دھوڈالے۔

جب کلی کرے تو اپنی زبان کو غیر اللہ کے ذکر سے اور اپنے منہ کو حرام چیزوں کے کھانے سے بھی خالی کردے۔

جب ناک صاف کرے تو حرام چیزوں کو سونگھنے سے بھی اپنی ناک کو صاف کردے۔

جب چہرہ دھوئے تو نفس اور شیطان کی تمام پسندیدہ چیزوں کو بھی دھوڈالے

جب بازو دھوئے تو دنیا کی تمام لذتوں سے دست بردار ہو جائے

اور اب لازم ہے کہ ان ہاتھوں کو ظلماً کسی پر نہ اٹھائے

جب سر کان اور گردن کا مسح کرے تو اپنے تمام کام اللہ کے سپرد کردے

جب پاؤں دھوئے تو اب لازم ہے ان قدموں پر بغیر حق کے کھڑا نہ ہو

خُوددار ہے جو خدا خدا کرتا ہے
حق گو ہے جو حق حق کی صدا کرتا ہے
کرتی نہیں کچھ زباں ہی شکرِ نعمت
ہر مُوئے بدن حمد و ثنا کرتا ہے

صوفی کی نماز

حضرت حاتم اصمؒ سے پوچھا گیا آپ نماز کس طرح ادا کرتے ہیں

جواب دیا، جب نماز کا وقت آتا ہے تو وضو کرتا ہوں ایک ظاہری وضو، دوسرا باطنی وضو

ظاہری وضو پانی سے کرتا ہوں اور باطنی وضو توبہ سے کرتا ہوں
پھر مسجد میں جاتا ہوں اور اپنے سامنے بیت اللہ کا مشاہدہ کرتا ہوں، مقام ابراہیم کو دونوں ابروؤں کے درمیان رکھتا ہوں، دائیں جانب جنت کا اور بائیں جانب جہنم کا تصور کرتا ہوں
پل صراط کو پاؤں کے نیچے اور ملک الموت کو پشت کے پیچھے محسوس کرتا ہوں پھر عظمت کے ساتھ تکبیر کہتا ہوں اور احترام کے ساتھ قیام کرتا ہوں ہیبت سے قرأت، انکسار سے رکوع، عجز سے سجود، وقار سے قعود کرتا ہوں، اور شکرِ الٰہی سے سلام پھیرتا ہوں
اور فرمایا توفیق دینے والا تو میرا اللہ ہی ہے۔

بس اک داغِ سجدہ میری کائنات
جبینیں تری آستانے ترے

وہ سجدہ ، روح زمیں جس سے کانپ جاتی تھی
اُسی کو آج ترستے ہیں، منبر و محراب

یہ اِک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

صوفی کی زکوٰۃ

صوفی سخی ہوتا ہے بخیل نہیں ہوتا صوفی اپنی ملکیت میں کچھ نہیں رکھتا سب کچھ اللہ کے راستے میں لٹا دیتا ہے۔ اور اس مسئلہ میں صوفی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیروی کرتا ہے جنہوں نے اللہ اور اُس کے رسولؐ اللہ کے خوشی کے لئے اپنا سب

کچھ قربان کردیا
اس لئے صوفی پر زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی کیونکہ وہ سرے سے مال کو ہی جمع نہیں کرتا
اس وجہ سے نہ وہ صاحبِ نصاب بنتا ہے اور نہ اُس پر زکوٰۃ لازم ہوتی ہے

دِل پہ لیا ہے داغِ عشق کھو کے بہارِ زندگی
اِک گُلِ تر کے واسطے میں نے چمن لُٹا دیا

صوفی کا روزہ

صوفی فرض روزوں کے علاوہ نفل روزے بھی کثرت کے ساتھ رکھتا ہے
مثلاً ایام بیض، یوم عرفہ، یوم عاشورا، یوم الاثنین، یوم الخمیس کے روزے، شوال، رجب، شعبان میں روزے وغیرہ
خواجہ جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں الصوم نصف الطريقة۔ روزہ نصف طریقت ہے یعنی طریقت کا آدھا سفر صرف روزہ سے طے پا جاتا ہے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صومِ داوٗدی کو پسند فرماتے تھے یعنی ایک دن روزہ رکھا جائے اور ایک دن افطار کیا جائے، تاکہ روزہ عادت نہ بنے بلکہ مجاہدہ اور عبادت بنے۔

دنیا میں ہوں دنیا کا طلبگار نہیں ہوں
بازار سے گزرا ہوں خریدار نہیں ہوں

صوفی کا حج

خواجہ جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں صوفی کے لئے لازم ہے
جب وہ حج کیلئے ملک، وطن، قوم سے کوچ کرے تو ساتھ میں گناہوں سے بھی کوچ کرے،

جب راستے کی منزلیں طے کرے تو ساتھ میں راہِ حق کی منزلیں بھی طے کرے
جب منزلوں پر قیام کرے تو ساتھ میں راہِ عشق میں بھی قیام کرے۔
جب میقات پر احرام باندھنے کے لئے اپنے وجود سے لباس اتارے
تو ساتھ میں اپنے بشری اوصاف کو بھی وجود سے جدا کر دے
جب اپنے وجود پر احرام باندھے تو ساتھ میں اپنے وجود کو
اتصفوا باوصاف اللہ کے مصداق خدائی اوصاف سے بھی متصف کرے
جب زبان سے **لبیک اللھم لبیک** کا ترانہ گائے تو ساتھ میں اپنے جسم و جان کو بھی
تخلقوا باخلاق اللہ کے مصداق **صبغۃ اللہ** کے رنگ میں رنگ دے۔
جب اس کا جسم "خانہ کعبہ" کا طواف کرے تب اس کا دل بھی "عرش معلیٰ" کا طواف کرے
جب اُس کی چشم ظاہر، خانہ کعبہ، کا دیدار کرے تب اُس کی چشم باطن، جمال یار، کا نظارہ کرے۔
جب صفا اور مروہ کی دوڑ لگائے تو نفس اور شیطان کی بھی دوڑ لگوا دے۔
جب اُس کا جسم منیٰ، عرفات، مزدلفہ کا چکر لگائے تو اس کی رُوح کو بھی مشاہدہ حق نصیب ہو جائے۔
جب شیطان کی طرف کنکریاں پھینکے تو اپنی بُری خواہشات بھی اُس کی طرف پھینک دے
جب قربان گاہ میں جانور کی قربانی کرے تو اپنی خواہشاتِ نفس کو بھی قربان کر دے

یہ کس مقام پہ لایا جنوں، خدا جانے
سنبھل سنبھل کے قدم رکھ رہے ہیں دیوانے

صوفی کی قربانی

لوگ اللہ کے راستے میں جانور کی قربانی دیتے ہیں
جبکہ صوفی اللہ کے راستے میں اپنی جان کی قربانی دیتا ہے۔

حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں میں نے حج کے ایام میں منیٰ کے میدان میں ایک نوجوان کو دیکھا جو نہایت ہی اطمینان اور سکون کے ساتھ دعا مانگنے میں مصروف تھا جبکہ باقی تمام لوگ قربانی کے عمل میں مصروف تھے۔ تو میں اُس کا عمل دیکھنے اور اُس کی دُعا سُننے کیلئے اُس کے قریب ہوگیا تو میں نے سُنا وہ نوجوان اپنے رب کریم سے یوں مخاطب تھا۔

اے پروردگار عالم! تمام لوگ قربانی میں مصروف ہیں
تمام لوگ تیرے راستے میں جانور قربان کر رہے ہیں
اے میرے پروردگار! میرے پاس کوئی جانور نہیں جو تیرے راستے میں قربان کروں
اے میرے پروردگار میرے پاس صرف میری جان ہے اور کچھ نہیں
اے میرے پروردگار اپنے راستے میں میری جان کی قربانی قبول کرلو۔
اے میرے پروردگار مجھے قربانی سے محروم نہ کرو اور مجھے شرمندہ و رسوا نہ کرو۔

یہ الفاظ کہے، کلمہ پڑھا، اور شہادت کی انگلی سے اپنے گلے کی طرف اشارہ کیا اور نیچے گر پڑا،
فرماتے ہیں میں جلدی سے دوڑ کر اس کے قریب پہنچا تو دیکھا
اس کی روح پرواز کر چکی تھی اور اس کی قربانی قبول ہو چکی تھی۔

جان دی ، دی ہوئی اُسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

جان تم پر نثار کرتا ہوں
میں نہیں جانتا وفا کیا ہے

ہمارے پاس ہے کیا کہ فدا کریں تجھ پر
مگر یہ زندگی مستعار رکھتے ہیں

صوفی کا دن

صوفی کا دن بے قراری میں گزرتا ہے
صوفی کا دن رات کے انتظار میں گزرتا ہے
کیونکہ رات کو، وصلِ یار، ہوتا ہے
صوفی کا دن کاٹے نہیں کٹتا
اور صوفی کی رات لمحوں میں گزر جاتی ہے
اور صوفی یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے

وصل کی شب اور اتنی مختصر
دن گنے جاتے تھے، اس دن کیلئے

صوفی کی رات

دین پور شریف کی خانقاہ میں ایک مست فقیر، شیر محمد رہتا تھا،
ساری رات جاگتا رہتا تھا اور کہتا رہتا تھا
اللہ ہُو کے بڑے مزے جو چاہے چکھ لے
حضرت خلیفہ غلام محمد صاحب دین پوریؒ فرمایا کرتے تھے

یہ فقیر شیر محمد کا کمال نہیں، یہ مہربان کی مہربانی ہے
جو اسے جگائے رکھتا ہے اور سونے نہیں دیتا

عجب لطف رکھتا ہے شب خلوت میں دلبر سے
سوال آہستہ آہستہ ، جواب آہستہ آہستہ

حیف درچشم زدن صحبت یار آخر شد
رُوئے گل سیر ندیدم وبہار آخر شُد

شام ہوتے ہی چراغوں کو بجھا دیتا ہوں
اک دل ہی کافی ہے تیری یاد میں جلنے کیلئے

شام ہونے کو ہے جلنے کو ہے شمع محفل
سانس لینے کی بھی فرصت نہیں پروانے کو

شمع خاموش دِل افسردہ نگاہیں بے نُور
ہم نے دیکھی ہے قیامت شبِ تنہائی کی

شب انتظار کی کشمکش یہ نہ پوچھ کیسے سحر ہوئی
کبھی اِک چراغ جلادیا کبھی اِک چراغ بجھا دیا

نَم ہیں پلکیں تری اے موجِ ہوا رات کے ساتھ
کیا تجھے بھی یاد آتا ہے کوئی برسات کے ساتھ

صوفی کی خوشی

ایک صوفی سالہا سال سے، جنگلوں، غاروں اور پہاڑوں میں اللہ کی عبادت میں مصروف تھا، کسی اللہ والے کو کشف میں اللہ کی طرف سے حکم ہوا کہ فلاں صوفی کو جا کر بتادو کہ اس کی عبادت غیر مقبول اور غیر منظور ہے!

جب اللہ والے نے پیغام پہنچایا تو صوفی اُٹھ کر خوشی سے ناچنے لگا تو اللہ والے نے اس پر حیرت کا اظہار کیا تو صوفی نے جواب دیا، مقبول ہوں یا مردود اس سے مجھے کچھ غرض نہیں ہے، میرے لئے بس اتنا ہی کافی ہے محبوب کی نظر میں آ گیا ہوں، شمار اور قطار میں آ گیا ہوں

نمے دانم کہ آخر چوں دم دیدار می رقصم
مگر نازم بہ آں ذوقے کہ پیشِ یار می رقصم
بصد سامان رسوائی، سرِ بازار می رقصم
بگیرد مرکزِ خود، صورتِ پرکار می رقصم

وہ دشمنی سے دیکھتے ہیں، دیکھتے تو ہیں
میں شاد ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں

صوفی کا غم

ایک صوفی چالیس سال تک مسلسل حج کے لئے جاتا رہا
لیکن ہر سال جب بھی حج کے لئے جاتا اور صدا لگاتا
لبیک اللھم لبیک تو غیب سے آواز آتی

لا لبیک، تیرا آنا منظور نہیں، تیرا حج اور عمرہ منظور نہیں
اور صوفی غم میں ڈوب جاتا،
کسی نے کہا ہر سال آتے ہو اور نا کام واپس جاتے ہو
آنا چھوڑ کیوں نہیں دیتے
صوفی نے جواب دیا، اس رب کے علاوہ کوئی رب ہو تو بتاؤ
اس در کے علاوہ کوئی در ہو تو بتاؤ
بس اللہ کو یہ ادا پسند آ گئی، اور غیب سے صدا آ گئی
تیرا آنا بھی منظور، تیرا حج اور عمرہ بھی منظور
اور تیری وجہ سے سب کی عبادت بھی مقبول و منظور

اُدھر وہ دَر نہ کھولیں گے اِدھر میں دَر نہ چھوڑوں گا
حکومت اپنی اپنی ہے کہیں اُن کی کہیں میری
ہمارا کام ہے یادِ دلبر میں راتوں کو رونا
ہماری نیند ہے محوِ خیال یار ہُو جانا

جب کبھی اُن کی توجہ میں کمی پائی گئی
ازسرِ نو داستانِ عشق دہرائی گئی

صوفی کی دعا

ایک صوفی اللہ سے یوں دعا مانگ رہا تھا، اے پروردگار! میرے گناہوں کو معاف فرما اور مجھے جنت کا داخلہ نصیب فرما اور اگر میرے گناہوں کی شامت مجھے جہنم میں پہنچا دے تو پھر میرے جسم کو اتنا پھیلا دے کہ ساری جہنم میرے وجود سے بھر جائے اور

باقی ساری مخلوق جہنم کا ایندھن بننے سے بچ جائے
اللہ کو یہ ادا پسند آ گئی اور بخشش کا فیصلہ فرما دیا۔

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

صوفی کا پیار

شبلی دیوانہ جا رہا تھا، بچوں نے شرارت کی، پتھر مارے وجود سے خون نکلا، زمین پر ٹپکا، ایک آدمی نے یہ منظر دیکھا تو بچوں کو ڈانٹ کر بھگا دیا
اور خود مرہم پٹی کیلئے شبلی کے قریب ہوا تو عجیب منظر دیکھا کہ شبلی دیوانے کے وجود سے خون کا جو قطرہ نکل کر زمین پر پڑتا ہے وہ لفظ اللہ میں بدل جاتا ہے، اُس آدمی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، اور اُس نے کہا شبلی ہم تجھے دیوانہ سمجھتے تھے
آج پتہ چلا، تو اپنے رب کے پیار اور محبت میں دیوانہ ہے
شبلی، تیرے وجود کے ذروں اور خون کے قطروں میں بھی تیرے رب کا پیار سمایا ہے!

دل کیا ہم روح میں اترے ہوتے
تو نے چاہا ہی نہیں چاہنے والوں کی طرح

صوفی کا دوست

ایک صوفی اپنے گھر میں آرام کر رہا تھا کہ اس کے گھر میں چور گھس آیا اور صوفی کی چادر چرا کر واپس جانے لگا لیکن اُسے دروازہ نظر نہ آیا، اُس نے مایوس ہو کر چادر کو نیچے رکھا تو اُسے دروازہ نظر آ گیا، اس نے دوبارہ چادر اٹھائی اور باہر جانے لگا تو دروازہ دوبارہ غائب ہو گیا ایسا تین مرتبہ ہوا، پھر اس چور کو غیب سے صدا سنائی دی،

ایک دوست سو رہا ہے تو کیا ہوا، دوسرا دوست تو جاگ رہا ہے

آج شبِ وصل ہے بجھا دو ان چراغوں کو
خوشی کی بزم میں کیا کام ہے جلنے والوں کا

صوفی کا کعبہ

حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں میں پہلی مرتبہ حج کیلئے گیا تو صرف خانہ کعبہ کو دیکھا، دوسری مرتبہ حج کیلئے گیا تو خانہ کعبہ اور صاحب خانہ کعبہ دونوں کو دیکھا اور تیسری مرتبہ حج کیلئے گیا تو صرف صاحب خانہ کعبہ کو دیکھا یعنی صرف اور صرف اللہ کی تجلیات کا دیدار نصیب ہوا

پھرتا ہوں دل میں یار کو مہماں کئے ہوئے
سارے جہاں کو کوچۂ جاناں کئے ہوئے
دھوم ہے پھر بہار کے آنے کی
کچھ کرو فکر اِس دیوانے کی

صوفی کی تاثیر

دین پور شریف کی خانقاہ میں، حضرت خلیفہ غلام محمد صاحب دین پوریؒ کے دور میں ایک کُتا رہتا تھا جو رمضان کے احترام میں صرف سحری و افطاری کے وقت ہی کھاتا پیتا تھا باقی اوقات میں خاموش بیٹھا رہتا کھانے پینے کے قریب بھی نہ جاتا۔

حضرت خلیفہ صاحب اسے فقیر کہتے تھے اور سحری و افطاری کے وقت اس کے لنگر اور کھانے کا خصوصی بندوبست کیا کرتے تھے

اور دیکھنے والوں نے دیکھا اور کہنے والوں نے کہا

اس کتے کے عادات واطوار اصحاب کہف کے کتے سے ملتے جلتے تھے شاید اس کا تعلق بھی اصحاب کہف کے کُتے کی نسل سے ہو جس کا تذکرہ قرآن میں بھی موجود ہے

سگِ اصحاب کہف روزے چند
پئے نیکاں گرفت و آدم شد

صوفی کی عمر

کسی نے ایک صوفی سے پوچھا، آپ کا کیا حال ہے

اس نے جواب دیا، اُس کا کیا حال پوچھتے ہو

جس کی عمر گھٹتی جارہی ہو اور اُس کے گناہ بڑھتے جارہے ہوں

ہو رہی ہے عمر مثلِ برف کم
چپکے چپکے، رفتہ رفتہ، دم بدم

صوفی کا خاندان

پیر فضل علی قریشی مسکین پوریؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ خواجہ نور محمد مہارویؒ کی اولاد میں سے ایک شخص میرے پاس آیا تو میں نے حالتِ وجدانی میں دیکھا کہ خواجہ نور محمد مہارویؒ اپنی قبر میں سے سر اٹھا کر دیکھ رہے ہیں کہ میری اولاد کا احترام کرتا ہے یا نہیں،

فرماتے ہیں میں نے خواجہ صاحب کے سامنے ہاتھ جوڑ دیئے اور کہا،

میں آپ کا بھی غلام اور آپ کے خاندان کا بھی غلام

پھونک کر اپنے آشیانے کو
بخش دی روشنی زمانے کو

صوفی کی صدا

حضرت خلیفہ غلام محمد صاحب دین پوری رحمۃ اللہ علیہ جب اپنی جماعت اور خلفاء کے ساتھ کسی بستی اور علاقے میں داخل ہوتے تو بلند آواز سے، حق اللہ اور حق ہو، کی صدا لگاتے کسی نے وجہ پوچھی تو فرمایا بیٹا دیکھتے نہیں ہو یہ ریڑھی والے اور پھیری والے،

جس کے پاس جو مال ہوتا ہے وہ اپنے مال کی صدا لگاتا ہے!

ہم بھی اپنے مال کی صدا لگا رہے ہیں

ہمارے پاس مال ہے، اللہ اور اس کے رسول اللہ کا

ہمارے پاس مال ہے، قرآن اور حدیث کا

ہمارے پاس مال ہے، دل کو مانجھ کر آئینہ کی مانند روشن اور منور کرنے کا،

تاکہ اس میں، تصویر یار، نظر آنے لگے

اس لئے ہم بھی اپنے مال کی صدا لگا رہے ہیں

شاید کوئی دل کی دنیا بدلنے کا طلبگار آجائے

شاید کوئی حق کا پرستار آجائے

شاید کوئی روحانیت کا پیروکار آجائے

دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

فقیرانہ آئے صدا دے چلے
میاں خوش رہو ہم دعا دے چلے

صوفی کی گفتگو

ایک اللہ والے کی خدمت میں ایک بوڑھا شخص توبہ کے ارادہ سے آیا، تو اللہ والے نے کہا، تو نے دیر کردی بوڑھے آدمی نے کہا، میں نے دیر نہیں کی کیونکہ میں مرنے سے پہلے آ گیا، اور توبہ کا دروازہ موت تک کھلا ہے

اللہ والے نے کہا، مرحبا، تیرا آنا بھی خوب اور تیرا بولنا بھی خوب

گزری سیاہ کاری میں تمام عمر یا رَب
آدھی شباب میں کٹی آدھی خضاب میں

گو ہاتھ میں جنبش نہیں آنکھوں میں تو دم ہے
رہنے دو ابھی ساغر و مینا میرے آگے

مہنگی ہوئی شراب تو کیفی نے چھوڑ دی
کافر کو مفلسی نے مسلماں بنادیا
کتاب زیست کا ایک اور باب ختم ہوا
شباب ختم ہوا، اک عذاب ختم ہوا

صوفی کا ذوق

میرے نانا جان حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ کا ذوق تھا گلی گلی، نگر نگر ایک ہی صدا لگاتے پھرتے تھے، سب کہو سبحان اللہ

مَا قصہ سکندر ودارا نہ خواندہ ایم
از ما بجز حکایت مہر ووفا مپُرس

صوفی کی چاہت

میرے والد ماجد شیخ الحدیث حضرت مولانا شفیق الرحمٰن درخواستیؒ کی چاہت تھی کہ ہر زبان پر ہر وقت اللہ کا نام رہے اس لئے فرمایا کرتے تھے لوگو، تمہارے حلوے اور مٹھائی میں اتنا لطف اور مزہ نہیں جتنا میرے اللہ کے نام میں لطف اور مزا ہے

گزر جا عقل سے آگے کہ یہ نور
چراغِ راہ ہے منزل نہیں

صوفی کا کشف

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے چالیس سال فقر و فاقہ میں گزار دیئے لیکن حرام لقمہ کے قریب نہیں گئے۔ اللہ رب العزت نے یہ صلہ عطا فرمایا کہ پھر رزق خود بتاتا تھا کہ میں ''حلال ہوں یا حرام'' اور حضرت لاہوریؒ فرمایا کرتے تھے مجھے قبرستان لے چلو میں تمہیں بتاؤں گا کون سی قبر، جنت کا باغ ہے اور کونسی قبر، جہنم کا گڑھا ہے۔

ہَوا ہے گو تندو تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مردِ درویش جس کو حق نے دیئے ہیں اندازِ خسروانہ

صوفی کی توجہ

قطب الارشاد حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ اپنی آپ بیتی میں ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے استاد اور میرے شیخ حضرت مولانا محمد امیر دامانیؒ گرفتار ہوئے اور میرے ذمہ اپنے گھر کی خبر گیری لگائی لیکن میں تعمیل ارشاد نہ کرسکا اور واپس اپنے گھر چلا آیا لیکن گھر آتے ہی اضطراب شروع ہوگیا کئی بار خودکشی کا ارادہ کیا لیکن اللہ کے فضل و کرم

سے اپنے ارادہ کو عملی جامہ نہ پہنا سکا اضطراب کے خاتمے کے لئے پیر فضل علی قریشیؒ، مولانا محمد عمر جان چشمویؒ، مولانا حسین علی واں بھچراںؒ و دیگر اکابر کے پاس تشریف لے گئے ان حضرات نے توجہ کی اور خلافت سے بھی نوازا لیکن اضطراب ختم نہ ہوا دوبارہ مولانا امیر محمد داماںؒ کی خدمت میں حاضری دی آپ نے شفقت فرمائی آٹھ سلاسل میں اجازت بھی عطا فرمائی لیکن اضطراب تھا کہ ختم ہونے میں نہ آتا تھا اور اضطراب کا یہ سلسلہ ایک طویل مدت تک پھیل گیا بالآخر اللہ کا فضل و کرم متوجہ ہوا اور پہلی مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی، فرماتے ہیں میں مقامِ ابراہیم کے قریب بیٹھا تھا اتنے میں ایک شخص جس کے بارے میں میرا یہ گمان تک نہ تھا کہ ایسا باکمال ہے اُس نے تصوف کی تقریر فرمائی پہلے قالی پھر حالی جس سے میرا سارا اضطراب ختم ہوگیا اور میری زندگی میں سکون پیدا ہوگیا لیکن اُس بزرگ نے وعدہ لیا تھا کہ میرا نام و پتہ کسی کو نہیں بتانا، اس لئے ان کا نام نہیں بتا سکتا۔ احقر (حماد اللہ درخواستی) عرض کرتا ہے یہ واقعہ پڑھ کے میرے دل میں خیال آیا کہ جس بزرگ سے حضرت بہلویؒ کو اتنا بڑا نفع اور فائدہ ہوا کہ آپ کا اضطراب ختم ہوا اور آپ کو قلبی سکون حاصل ہوا آپ ان کا نام وضاحت کے ساتھ تو نہیں لے سکتے کیونکہ اس بزرگ نے منع کر دیا تھا لیکن کہیں نہ کہیں اس کی طرف اشارہ ضرور کیا ہوگا لیکن اُس اشارہ کا سمجھنا بھی تو اللہ کے فضل و کرم کے بغیر ممکن نہ ہوگا اور جانے یہ کس کے نصیب میں ہوگا اور کیا خبر کہ یہ راز ہمیشہ راز رہے گا یا پردہ اٹھ پائے گا۔ یہ آپ بیتی میں نے تین مرتبہ تین مختلف مواقع پر پڑھی جب تیسری مرتبہ یہ واقعہ پڑھ رہا تھا تو اچانک ایک جگہ پر پڑھتے پڑھتے یکدم دل و دماغ میں روشنی کا جھماکہ ہوا اور یوں لگا کہ اللہ نے یہ راز مجھ پر ظاہر کر دیا ہے۔ آپ بھی سنیں۔ جہاں حضرت بہلویؒ نے بزرگ کا نام نہ لینے کی وجہ

بتائی ہے کہ انہوں نے نام بتانے سے منع کر دیا تھا اُس کے دوسرے صفحہ پر یوں تحریر فرماتے ہیں

''دو سفر حج کے مزید کئے ان میں بہت سے بزرگوں سے ملا سب نے مجھ پر احسان کیا اور بندہ حسب استطاعت ہر ایک سے فیض لیتا رہا الحمدللہ حمداً کثیراً، پہلا سفر حج جس میں بزرگ ملے تھے اس میں حضرت مولانا عبیداللہ سندھی قدس سرہٗ سے بہت کچھ علمی و روحی فیض حاصل کیا''

اس تحریر کا انداز بتا رہا ہے اور پہلے جو یہ جملے کہے تھے، اتنے میں ایک شخص جس پر میرا یہ گمان تک نہ تھا کہ ایسا با کمال ہے، دونوں چیزیں بتا رہی ہیں کہ وہ بزرگ جن کی وجہ سے حضرت بہلویؒ کا اضطراب ختم ہوا حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ ہیں کیونکہ حضرت سندھیؒ باوجود اس کے کہ آپ عظیم الشان محدث، مفسر، متکلم، مؤرخ، مُدبر اور شاہ ولی اللہ کے علوم کے امین تھے اور وقت کے قطب اور ابدال تھے لیکن آپ کی شہرت، ایک سیاستدان، ایک فلسفی، ایک انقلابی اور تحریک ریشمی رومال کے قائد کی حیثیت سے زیادہ تھی اس لئے حضرت بہلویؒ کیا کسی کے لئے بھی حضرت سندھیؒ کا یہ روحانی مقام کسی عجوبے سے کم نہیں تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

لہریں سمندر سے اٹھتی ہیں کناروں سے نہیں
منزلیں ہمت سے ملتی ہیں سہاروں سے نہیں

صوفی کا خواب

حضرت بایزید بسطامیؒ نے ایک مرتبہ حق تعالیٰ کو خواب میں دیکھا، موقع غنیمت جانا

اورسوال کیا مجھے ایسا راستہ بتادیں جو آپ تک پہنچنے کے لئے سب سے نزدیک ہو،
جواب ملا، دَعْ نَفْسَکَ وَتَعَالْ اپنے آپ کو چھوڑ دو اور چلے آؤ

ہر لمحہ تجھے چاہا ہر دم تیری یاد آئی
کیا شام کا سناٹا کیا رات کی تنہائی

صوفی کے آنسو

ایک اللہ والے نے خواب میں ایک حُور کو دیکھا جو مسکرا رہی تھی
اللہ والا حُور کے حسن و جمال کو دیکھ کر حیران و ششدر رہ گیا
جب حُور کے سراپا پر نظر ڈالی تو یوں محسوس ہوا

کمر دھوکا، دُھن عقدہ، غزال آنکھیں، پری چہرہ
شکم ہیرا، بدن خوشبو، جبیں دریا، زباں عیسیٰ

اور جب اس کے باحیا مسکراتے چہرے کو دیکھا تو بے اختیار پکار اٹھا

جو اس کے چہرے پہ رنگِ حیا ٹھہر جائے
تو سانس، وقت، سمندر، ہوا ٹھہر جائے
وہ مسکرائے تو ہنس پڑیں سارے موسم
وہ گنگنائے تو بادِ صبا ٹھہر جائے

اب اللہ والے نے اپنے دل کو سنبھالا اور پوچھا یہ حسن و جمال کہاں سے آیا اور کیسے ملا
تو حور نے جواب دیا، ایک رات تم نے یادِ خداوندی اور محبتِ الٰہی میں چند آنسو بہادیئے تھے
بس انہی آنسوؤں سے میرا چہرہ دھودیا گیا، تب سے ایسے نظر آتی ہوں

موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چن لیے
قطرے جو تھے میرے عرقِ انفعال کے
1
واقف ہو اگر لذت بیداریٔ شب سے
اُونچی ہے ثریا سے بھی یہ خاکِ پراسرار

صوفی کا خاتمہ

حضرت عطاء بن یسارؒ ارشاد فرماتے ہیں ایک صوفی کے انتقال کا وقت قریب آیا تو شیطان اُس کے پاس آیا اور بولا، آخر تو مجھ سے بچ ہی گیا، تو صوفی نے کہا، ابھی کہاں، جب تک میرا خاتمہ ایمان پر نہ ہو جائے مجھے تم سے اطمینان نہیں ہوسکتا!

شیطان کو سوجھتی ہے ہر دم نئی نئی
گو ہے سیاہ کار پر روشن دماغ ہے

اللہ رب العزت ہمیں بھی صوفیاء کے اوصاف نصیب فرمائیں اور صوفیاء کی صف میں شامل فرمائیں۔ آمین!

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین



حضرت مولانا حماد اللہ درخواستی صاحب

مہتمم

+92 3000 93 94 48

مولانا محمد نعمان درخواستی

نائب مہتمم

+92 333 7497323

+92 300 4484323

مولانا محمد سفیان درخواستی

ناظم تعلیمات

+92 304 7476096

مولانا محمد سلمان درخواستی

ناظم اعلیٰ

+92 303 9496690

خط وکتابت کیلئے مولانا حماد اللہ درخواستی، مرکزی جامعہ گرین ٹاؤن خان پور پوسٹ بکس نمبر 5

تعاون کے لئے

اکاؤنٹ بنام: حماد اللہ درخواستی اکاؤنٹ نمبر: 0102141314

میزان بنک خان پور برانچ کوڈ: 4601